REGD N: P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

جلد ۱۵

شمارہ ۳۴

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

نائب:۔ فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۷/۔ روپے
ششماہی ۴/۔ روپے
ممالک غیر ۱۸/۔ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۸ ظہور ۱۳۴۵ ہش	۳۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ	۱۸ اگست ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۶ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۱ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

الحمد للہ۔

ربوہ ۱۱ اگست۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ احباب جماعت التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۱۶ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ۔

قادیان میں انیسویں یوم آزادی کی شاندار تقریب

جناب گیانی گورمکھ سنگھ صاحب مسافر اور دوسرے کانگرسی نیتاؤں کی تشریف آوری

(رپورٹ مرتبہ نظارت امور عامہ قادیان)

قادیان ۱۵ اگست۔ بھارت کی انیسویں یوم آزادی کی تقریب آج مقامی طور پر قادیان میں شاندار طریق پر منائی گئی۔ جس میں صدر پردیش کانگرس جناب گیانی گورمکھ سنگھ صاحب مسافر، شری پربودھ چندر جی سابق وزیر تعلیم حکومت پنجاب اور دیگر کانگرسی ورکر۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے کی دعوت پر اس تقریب میں شمولیت کے لئے قادیان تشریف لائے۔ اور ایک بھاری مجمع کو خطاب کیا۔

یوم جمہوریت کی اس شاندار تقریب کے موقعہ پر قادیان کے اداروں اور باشندگان کی طرف سے مشترکہ طور پر یوم آزادی کی تقریب منانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ دو جگہ قومی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی گئی اور ہر دو تقریبات میں احباب جماعت احمدیہ حسب سابق کثرت کے ساتھ اپنے دیگر قادیان نواسی دوستوں کے ساتھ شریک ہوئے۔ پہلے ۹ بجے صبح میونسپل کمیٹی میں۔ محترم مولوی عبدالرحمن صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی نے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ اس تقریب میں بہت سے احباب اور جملہ میونسپل کمشنران نے شمولیت فرمائی۔ موقعہ کے مناسب حال جھنڈے کی سربلندی اور دیش کی آزادی کے موضوع پر پریذیڈنٹ صاحب میونسپل کمیٹی نے مختصر تقریر بھی فرمائی۔ میونسپل کمیٹی میں جھنڈا لہرانے کی رسم کی ادائیگی کے بعد تمام دوست کالج میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی کثیر تعداد میں معززین تقریب میں شمولیت کے لئے پہونچے ہوئے تھے۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے یوم آزادی کے موقعہ پر جھنڈا لہرانے کی رسم کی ادائیگی اور اس تقریب میں باشندگان قادیان کو خطاب فرمانے کے لئے جناب گیانی گورمکھ سنگھ جی مسافر صدر پردیش کانگرس کمیٹی سے درخواست کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس دعوت کو [illegible] فرمایا۔ جناب گیانی صاحب پونے بارہ بجے قادیان پہنچے۔ آپ کے ہمراہ شری پربودھ چندر صاحب سابق وزیر تعلیم حکومت پنجاب اور سردار پریم سنگھ صاحب پریم و شری ہنسراج صاحب شرما جنرل سیکرٹری پردیش کانگریس اور بعض دوسرے معزز بھی قادیان تشریف لائے۔ جناب گیانی گورمکھ سنگھ جی نے پہلے کالج گراؤنڈ میں جھنڈا لہرانے کی رسم ادا فرمائی اور بعد این۔ سی۔ سی کی پریڈ کا معائنہ کیا اور سلامی لی۔ اور اس کے بعد جشن آزادی کے پروگرام میں شمولیت کے لئے سٹیج پر تشریف لے آئے۔ سٹیج پر قادیان کے معززین میں سے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ محترم مولوی عبدالرحمان صاحب امیر جماعت احمدیہ و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ۔ سردار سورن سنگھ صاحب باجوہ۔ لالہ دیو راج صاحب و بعض معززین شہر تشریف فرما ہوئے۔ اور اس کے علاوہ سٹیج کے دائیں بائیں بھی کرسیوں پر معززین بیٹھے ہوئے تھے جن میں جماعت کے دوست بھی نمایاں تھے۔ اجتماع کے آرام کے لئے شامیانوں اور فرش کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ مطلع ابر آلود تھا۔ اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں جس کی وجہ سے دیر تک بھی حاضرین نہایت طمانیت سے جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔ جشن آزادی کا تقریری پروگرام ۱۲ بجے سے شروع ہو کر ۲ بجے تک رہا۔ مہمان خصوصی کی آمد سے پہلے جلسہ کی نظموں، قومی ترانوں وغیرہ کے پروگرام کو بطور سیکرٹری سٹیج شری بودھ راج صاحب سیکرٹری میونسپل کمیٹی چلاتے رہے اور مہمانان خصوصی کی آمد کے بعد جلسہ کی کارروائی بطور سیکرٹری سٹیج سردار سربچن سنگھ صاحب باجوہ نے چلائی۔ جلسہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے تقریر فرمائی۔ اور معزز مہمانوں کو جماعت احمدیہ اور جملہ اہالیان شہر کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ اور فرمایا کہ ہم اگرچہ ان نئے عہدیداروں سے عرصہ قریب میں ہی متعارف ہوئے ہیں لیکن ان حضرات کی طبیعتوں میں جو شگفتگی اور گفتگو میں جو خلوص پایا ہے اس کی ہم دل سے قدر کرتے ہیں۔ ہماری تمام نیک خواہشات اور تمنائیں ان کو بلند مقاصد کی تکمیل میں تعاون دینے کے لئے موجود ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہم کانگرسی اپنے لیڈروں کے شانہ بشانہ کانگرس کے سدھار اور ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے مل کر کام کریں گے۔ آپ سب اہل قادیان کو اپنے عہدوں کی ذمہ داریوں اور ملکی خدمات میں برابر کا شریک پائیں گے۔ نیز اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب رئیس علاقہ نے دعوت دے کر ہمارے نیتاؤں کے قادیان تشریف لانے کا جو موقعہ پیدا کیا ہے۔ ہم ان کی ان کوششوں کے تہ دل سے ممنون ہیں۔

شری ہنسراج صاحب جنرل سیکرٹری پردیش کانگریس نے کانگریس سدھار اور پنجاب [illegible] کسانوں، کارخانہ داروں اور پچھلے طبقہ کی ترقیات کے لئے جو پروگرام کانگریس و حکومت کے زیر غور تھا اور جن پر عمل کیا جا رہا ہے وضاحت سے اپنی تقریر میں روشنی ڈالی۔

سردار پریم سنگھ صاحب پریم نے اپنی تقریر میں یوم آزادی کے مناسب حال اہل وطن کو خطاب فرمایا۔ اور کہا کہ ہر شخص کو اس احساس کے ساتھ کہ وہ آزاد ملک کا ایک آزاد شہری ہے۔ اپنے ملک اور علاقہ کو اونچا اٹھانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں و استعدادیں صرف کر دینی چاہئیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم آپس میں متحد ہیں۔ ہمارا اتحاد ایک ایسی دلیل پر قائم ہے جسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ آپ نے کہا کہ سکھ اور مسلمان دونوں موحد ہیں ایک اللہ کو ماننے والے ہیں اور پھر اسکی تائید میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلے خطبہ کے عربی الفاظ پڑھ کر خود ہی ترجمہ کر کے بتایا کہ جو حضرت محمد صاحب کی عبادت کرتا ہے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راناارٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

لکھنؤ شہر میں جماعت ہائے احمدیہ اُتر پردیش کی

دوسری کامیاب دو روزہ صوبائی کانفرنس

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

جماعت ہائے احمدیہ اُتر پردیش کی دوسری دو روزہ صوبائی کانفرنس امسال یو پی کے صدر مقام لکھنؤ شہر میں بتاریخ ۲۵، ۲۶ جون ۱۹۶۶ء بفضلہ تعالیٰ بڑی کامیابی سے منعقد ہوئی۔ مَیں لکھنؤ کانفرنس سے دہلی واپس پہنچنے پر خاکسار بوجہ بیماری کے بیمار ہو گیا۔ اور اس لئے کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ نہ تو جلد مرتب کی جا سکی اور نہ ہی بذریعہ بدر احباب کی خدمت میں پیش کی جا سکی۔ اب بھی طبیعت پورے طور پر صحت یاب نہیں ہوئی تاہم پہلے سے کسی قدر افاقہ ہو جانے سے اس قابل ہوا ہوں کہ اس کامیاب کانفرنس کے کچھ کوائف احباب کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

اُتر پردیش میں تبلیغی و تربیتی جہات کے پیش نظر گزشتہ سال پہلی صوبائی کانفرنس کانپور شہر میں منعقد کی گئی تھی اور اسی کانفرنس میں یہ بھی طے پایا تھا کہ آئندہ دوسری کانفرنس اُتر پردیش کے دار الخلافہ لکھنؤ میں منعقد کی جائے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر اُتر پردیش کے احباب نے قادیان میں ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا کہ یہ کانفرنس جون کے آخر میں منعقد کی جائے۔ اس فیصلہ کی روشنی میں کانفرنس کے انعقاد کے لئے ۲۵، ۲۶ جون کی تاریخیں متعین کی گئیں۔ اسی میٹنگ میں حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ سے بھی کانفرنس میں شمولیت کے لئے درخواست کی گئی۔

کانفرنس کے ابتدائی انتظامات کا جائزہ لینے کی غرض سے خاکسار نے ماہ جولائی میں کانپور اور لکھنؤ کا دورہ کیا۔ کانپور سے مکرم محمد احمد صاحب سوئیجہ سیکرٹری مال کو ہمراہ لے کر لکھنؤ پہنچا۔ اور انتظامات کے سلسلہ میں کئی ایک امور پر غور و خوض ہوا۔ باہم مشورہ سے یہ امر طے پایا کہ کانفرنس کے جملہ تنظیمی امور کی سرانجام دہی کے لئے ایک مجلس استقبالیہ کی تشکیل کر لی جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ایک مجلس استقبالیہ قائم کی گئی۔ اور اس کی صدارت کی ذمہ داری خاکسار کے سپرد کی گئی۔

۱۔ بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ یو پی صدر
۲۔ مکرم محمد احمد صاحب سوئیجہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کانپور سیکرٹری
۳۔ مکرم عبد السلام صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ممبر
۴۔ مکرم حکیم خلیل الرحمن خان صاحب کانپور ممبر
۵۔ ” انوار محمد صاحب راٹھ ممبر
۶۔ ” قریشی محمد عقیل صاحب شاہجہانپور ممبر
۷۔ ” سیٹھ بشیر احمد صاحب لکھنؤ ممبر
۸۔ ” سید احمد میاں صاحب صدر جماعت احمدیہ کانپور ممبر
۹۔ ” محمد مجید صاحب سوئیجہ صدر جماعت احمدیہ کانپور ممبر
۱۰۔ ” ڈاکٹر غلام احمد صاحب چوگانواں ممبر

اس وقت یہ بھی طے پایا کہ برسات کا موسم قریب آ جانے کے سبب کسی ہال میں کانفرنس کے اجلاس منعقد کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ چنانچہ گنگا پرشاد میموریل ہال کو دو دن کے لئے ریزرو کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب کے سپرد اس کام کی تکمیل کی گئی۔ چنانچہ انہوں نے اس کام کی بخوبی تکمیل کی۔ فجزاہم اللہ۔

پبلک جلسوں کے سلسلہ میں طے پایا کہ ایک دن پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ رکھا جائے اور اس میں مختلف مذاہب کے پیشوایان کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔ اس جلسے کی صدارت کے لئے طے پایا کہ کسی غیر مسلم دوست کی طرف رجوع کیا جائے۔ لکھنؤ میں مئی اور جون کے مہینے گرمی کے لحاظ سے انتہائی سخت ہوتے ہیں اس لئے لکھنؤ کے معزز صاحب حیثیت دوست ان ایام میں ٹھنڈے مقامات کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ بدیں وجہ صدارت کے لئے مناسب آدمی کی تلاش میں کافی دقت ہوئی۔ جن احباب کے متعلق بھی سوچا گیا کہ انہیں صدارت کے لئے دعوت دینا مناسب ہوگا۔ ان کے متعلق علم ہوا کہ وہ گرمی کی وجہ سے لکھنؤ سے باہر ہیں۔ بالآخر شری جہابیر پرشاد سریواستو ایم ایل اے جو اُتر پردیش کے ڈپٹی منسٹر بھی رہ چکے ہیں اور ہمارے دوست ہیں ان کی طرف رجوع کیا گیا۔ اور ان سے اس جلسے کی غرض و غایت بیان کی گئی۔ انہوں نے ہماری گزارش کو قبول کرتے ہوئے اس جلسے کی صدارت منظور فرمائی۔

پیشتر اس کے کہ میں دو روزہ صوبائی کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ درج کروں میں بعض ان مشکلات اور دقتوں کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو لکھنؤ کانفرنس کے سلسلہ میں ہمیں پیش آئیں۔ ان مشکلات کا تذکرہ دو وجہ سے ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ مشکلات کا سامنا ممکن ہے آئندہ ہونے والی کانفرنسوں میں بھی پیش آئے اس لئے پہلے سے ان کے ازالہ کی کوشش کی جائے۔

دوسرے کانفرنس میں شرکت کرنے والے احباب کو اس سال یقیناً تکلیف ہوئی۔ ان تفصیل سے احباب کو اس امر کا علم ہو سکے گا کہ انتظامات کے سلسلہ میں ہم کہاں تک مجبور تھے۔

پہلی اہم دقت ہمارے سامنے مہمانوں کے قیام کا ہی مسئلہ تھا۔ احباب کو علم ہے کہ لکھنؤ میں جماعت مختصر ہے۔ اور احباب جماعت لکھنؤ کے پاس کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں مہمانوں (مردوں اور مستورات) کے قیام کا انتظام کیا جا سکتا۔ اس لئے مہمانوں کے قیام کے لئے متعدد جگہوں کا جائزہ لیا گیا۔ لیکن حسب منشاء کوئی جگہ نہ مل سکی۔ مردوں کے قیام کے سلسلہ میں راج ہوٹل کو زیر نظر رکھا گیا۔ کیونکہ راج ہوٹل کے ذمہ داران نے ہمارے حسب منشاء کر دینے کا وعدہ کیا۔ مگر راج ہوٹل میں پانی کی قلت کے ساتھ ساتھ پاخانوں کا انتظام نہایت ہی ناقص تھا۔ چنانچہ جب ہم پہلی بار اس ہوٹل کو دیکھنے کے لئے گئے تو علم ہوا کہ یہاں پانی صبح کے وقت ہوتا ہے اور وہ بھی اوپر نہیں چڑھتا بلکہ ملازمین ہوٹل نماز فجر سے قبل نیچے جا کر بالٹیوں سے پانی بھرتے ہیں اور ایک یا دو ٹینکی پانی سے سارا دن گزارا کیا جاتا ہے۔ ہماری جانب سے ہوٹل کے مینیجر صاحب کو مشورہ دیا گیا کہ وہ پانی کے لئے موٹر پمپ لگوا لیں تو یہ پریشانی کسی حد تک حل ہو سکتی ہے۔ مینیجر صاحب نے ہی کے

(باقی صفحہ ۹ پر)

فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک محبت و عقیدت کے چشمہ سے پھوٹی ہے

امید ہے احباب اپنے عمل سے دلی محبت و عقیدت کا ثبوت دیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

احباب کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک محبت و عقیدت کے اس چشمہ سے پھوٹی ہے جو احباب کے دل میں اپنے پیارے آقا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے لئے ہمیشہ موجزن رہا اور موجزن رہے گا۔ امید ہے کہ آپ سب اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیں گے جیسا کہ بعض احباب نے اس کا عملاً ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ اور بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن جزاء عطا کرے اور زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ جزاکم اللہ وباللہ التوفیق۔

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث

نوٹ:- یہ تحریک ہم سب کے لئے باعث سعادت ہے حضور کی توقع کو پورا کرنے کے لئے ہر جماعت میں پوری کوشش کی جانی از بس ضروری ہے — (ناظر بیت المال قادیان)

بیماریوں کے تمام ظاہری علاج محض ظنی ہیں۔ اصل شفا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے

معالجین کو چاہیئے کہ جب وہ کسی کا علاج کریں تو ساتھ ہی دعا بھی ضرور کریں کہ شافی مطلق ان کی تجویز کردہ دواؤں میں برکت ڈالے۔

اگر دوا کے ساتھ دعا پر بھی زور دیا جائے تو علاج کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے کئی معجزات نظر آتے ہیں!!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک اہم تقریر

مرسلہ: مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۶ء کو ۵ بجے شام مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کے ہال میں ہومیوپیتھک طریق علاج کو ترقی دینے کے سلسلہ میں تجاویز سوچنے کے لئے احمدی ہومیوپیتھ احباب کا ایک [illegible] اجلاس منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس کا افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر حضور نے جو اہم خطاب فرمایا اس کا متن قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پہلی بات تو میں دوستوں کی خدمت میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ ہومیوپیتھی، ایلوپیتھی یا طب یونانی

طب کے سب علوم ظنی ہیں

اس وقت تک انسان نے کوئی ایسی دوا معلوم نہیں کی جس کے متعلق حتمی طور پر کہا جا سکے کہ اگر وہ فلاں مرض کے لئے دی جائے تو ضرور شفا ہو جائے گی۔ شفا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور تدبیر کرنے کا حکم اپنے بندوں کو دیا ہے۔ اس لئے ایک معالج خواہ وہ ہومیوپیتھ ہو، ایلوپیتھ ہو یا طبیب ہو وہ مریض کو دیکھتا اور اس کے لئے اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اگر وہ یہ سب کچھ از راہ ہمدردی کرتا ہے تو ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ معالج اپنے مریض کے لئے دوا کے ساتھ دعا بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ جو شافی ہے اس کی تجویز کردہ دوا میں برکت ڈالے اور مریض کو اپنے فضل سے شفا عطا کرے۔

قرآن کریم نے بعض علاجوں کا بھی ذکر

کیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ انسان کی تمام امراض کا علاج ان جڑی بوٹیوں سے ہو سکتا ہے جو اس نے سطح زمین پر پیدا کی ہیں۔ اور قرآن کریم کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ان جڑی بوٹیوں سے بہترین اور اعلیٰ ترین طریق علاج یہ ہے کہ ان کی ایک ایسی دوا بنائی جائے جو ایلوپیتھی ادویہ کی نسبت ہومیوپیتھی ادویہ سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ اور وہ شہد کی مختلف قسمیں ہیں۔ شہد کی مکھی ایک ایسا جانور یا کیڑا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات پیدا کی ہیں۔ مثلاً وہ ایک گرم سے گرم علاقہ میں بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ اور سرد سے سرد علاقہ میں بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ وہ بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی جہاں جڑی بوٹیاں ہوں زندہ رہ سکتی ہے اور ایسی جگہ پر بھی زندہ رہ سکتی ہے جو سطح سمندر کے ہموار یا اس سے بھی نیچے ہو۔ جیسے ہالینڈ کے نشیبی علاقے ہیں۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو زندہ رکھا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے

شہد کی مکھی

کو وحی کے ذریعہ اس کام پر لگایا ہے کہ وہ ہر جڑی بوٹی سے جس پر پھول لگتے ہیں اور ہر جڑی بوٹی کو پھول لگتے ہیں، ایک نکٹر (Nectar) لے۔ اور اس میں اپنے پاس سے کچھ ملائے۔ اور اس طرح ایک ایسا مرکب تیار کرے جس میں انسان کی مختلف بیماریوں کے لئے شفا پائی جاتی ہے۔ جڑی بوٹی کا جو اثر نکٹر (Nectar) کے ذریعہ شہد میں ملتا ہے۔ وہ ایلوپیتھک ادویہ سے زیادہ دور اور ہومیوپیتھی اصول کے زیادہ قریب ہے۔ اسی طرح

ہم ذوقی طور پر یہ استدلال کر سکتے ہیں

کہ قرآن کریم کی رو سے ہومیوپیتھی طریق علاج دوسرے سب طریقوں [illegible] کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے۔ لیکن [illegible] اصل یہ بتایا ہے کہ یہ علم ظنی ہے۔ [illegible] کہ انسان کے جسم میں اللہ تعالیٰ کی ایک عجیب قدرت نظر آتی ہے جس طرح [illegible] انسانوں کی شکلیں ایک جیسی نہیں اور جس طرح دو انسانوں کی آواز ایک جیسی نہیں اسی طرح کیمیاوی اجزاء [illegible] مجموعہ سے جو مرکب یعنی جسم بنتا ہے وہ بھی ہر انسان کا دوسرے انسان سے مختلف ہے۔ اس میں بھی ایک انفرادیت اور ذاتی رجحان

(Individualism) پائی جاتی ہے اور ہر انسان ایک علیحدہ حیثیت رکھتا ہے دوسرے سے [illegible] اس نقطۂ نگاہ سے ہومیوپیتھی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کوئی دوا ایسی نہیں جس کے متعلق کہا جا سکے کہ وہ دیا دوسرے [illegible] ایک جیسے مریضوں کے لئے ایک جیسی فائدہ مند ثابت ہو گی۔ بلکہ ان کا

[illegible] اصول یہ ہے

کہ ہر فرد واحد کو انفرادی حیثیت سے سامنے رکھو اور پھر تمام سمپٹمز (Symptoms) کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی تشخیص کرو۔ مجھے ہومیوپیتھی سے خود بھی دلچسپی ہے۔ [illegible] میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں ہومیوپیتھی ڈاکٹر تو گیا۔ ہومیوپیتھی کا ایک کمپونڈر بھی شاید ہی کوئی ہو۔ اس وقت جو ڈاکٹر اس طریق علاج کو استعمال کرتے ہیں ان میں سے اکثر ان کو ایک کمپونڈر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہومیوپیتھی طریق علاج کے بانی مسٹر ہانیمن کو اپنی زندگی میں اس امر کی شکایت پیدا ہوئی کہ ہمارا یہ علم بڑی جلدی تنزل کی طرف لگ گیا ہے۔ کیونکہ بعض ڈاکٹر ایک دن میں زیادہ سے زیادہ مریض دیکھ جاتے ہیں۔ اگر ایک ڈاکٹر کے پاس بارہ گھنٹے وقت ہے تو چھ گھنٹے وقت ایک مریض پر ضرور صرف ہونا چاہیئے۔ تب [illegible] کی انفرادیت کا علم ہوتا ہے۔ غرض

یہ [illegible] مشکل ہے

اور جتنا زیادہ [illegible] مشکل ہے اتنا ہی زیادہ [illegible] [illegible] کسی مشکل میں پڑتا ہے۔ تب ہی وہ طاقت کی طرف رجوع کرتا ہے [illegible] وہ جانتا اور یقین رکھتا ہے کہ وہ [illegible] اس مشکل میں مدد کرے گی۔ اگر [illegible] ایلوپیتھی [illegible] دعا کی احتیاج محسوس کرے [illegible] تو ایک ہومیوپیتھی معالج کو درجہ اولیٰ اس کا [illegible] محسوس کرنی چاہیئے۔ غرض اصولاً

ہر ڈاکٹر اور معالج [illegible] دعا پر زیادہ زور دینا چاہیئے

اور اگر دعا کی [illegible] تو [illegible] میدان میں بھی اللہ تعالیٰ کے [illegible] معجزات نظر آتے ہیں۔ [illegible] بہت [illegible] ہوں اور اب تو میرے پاس وقت بھی بہت کم ہے لیکن میرے [illegible] بھائی مرزا طاہر احمد صاحب کو ہومیوپیتھی کا بہت شوق ہے وہ اس کے [illegible] اور مریضوں کا علاج بھی زیادہ کرتے رہے ہیں اس لئے [illegible] معجزات کی زیادہ مثالیں ان کے ذہن میں ہی ہوں گی۔ میں صرف

ایک دو مثالیں بیان کرتا ہوں

میں نے ایک دفعہ ایک معجزانہ نظارہ یہ دیکھا کہ [illegible] مزدور وہاں کام کر رہے تھے ان میں سے ایک مزدور [illegible] پاس لایا [illegible] اتفاق [illegible] اس مزدور کو [illegible]

کو بھی دوائیں۔ یہ ٹشو ریمیڈیز
(Tissue Remedies - 12) دو بائیو کیمک
کی بارہ دواؤں میں سے دو دوائیں ملا کر
چند پڑیاں بنائیں اور اس مزدور کو دیدیں
چنانچہ وہ دوائی لے کر چلا گیا۔ اور میں اپنے
کام میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ مجھے یہ بھی یاد
نہ رہا کہ میں نے کوئی مریض دیکھا بھی تھا اور
اسے کوئی دوائی بھی دی تھی۔ ٹھیک اڑتالیس
گھنٹوں کے بعد میں کالج کے دفتر سے اپنے
گھر جا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ وہی مریض سامنے
سے آ رہا ہے۔ میری نظر اس پر پڑی تو میں
نے اسے پہچان لیا اور بلا کر دریافت کیا کہ
اب تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا مجھے
بالکل آرام آگیا ہے میں نے خیال کیا کہ یہ

بیچارا غریب آدمی ہے

اور چونکہ مزدوری کے بغیر اس کا گزارہ
نہیں ہو سکتا اس لئے اسے معمولی افاقہ
ہوا ہے تو اپنے کام پر لگ گیا ہے میں نے
کہا مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آتا تم
اپنی دھوتی اوپر اٹھا کر اپنا گھٹنا مجھے دکھاؤ
چنانچہ جب اس نے دھوتی اٹھا کر مجھے اپنا
گھٹنا دکھایا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ گھٹنا بالکل
اپنی اصلی حالت پر آگیا ہوا ہے جس کی وجہ
سے میں یہ بھی نہ پہچان سکا کہ آیا اس کا
دایاں گھٹنا سوجا ہوا تھا یا بایاں۔
پس دیکھو کہ اس دوائی کے استعمال
کے نتیجہ میں اسے صرف ایک دن میں مکمل
آرام آگیا اور وہ گھٹنا جو سوج کر فٹ
بال کے برابر ہو گیا ہوا تھا بالکل اپنی
اصلی حالت پر آگیا۔

ابھی چند دن ہوئے

ایک دوست لائل پور سے مجھے ملنے کے
لئے آئے دفتر میں انہیں کچھ دیر انتظار
کرنا پڑا۔ اور اس انتظار کے دوران میں
وہ دو دفعہ بے ہوش ہوئے۔ جب وہ
میرے پاس پہنچے تو ان کا چہرہ بالکل
زرد تھا اور آنکھوں میں وحشت پائی
جاتی تھی۔ جب میں نے ان سے دریافت
کیا کہ آپ کو کیا ہوا ہے تو انہوں نے
بتایا کہ میں بیمار ہوں اور علاج کی غرض
سے یہاں آیا ہوں۔ ابھی ملاقات کے
سلسلہ میں انتظار کے دوران مجھے
بے ہوشی کا دو دفعہ دورہ پڑا ہے۔
ان کی حالت دیکھ کر مجھے بہت دکھ
ہوا اور میں نے کہا باتیں تو آپ سے
میں بعد میں کروں گا

پہلے آپ کے لئے دوائی منگاؤں

میں نے ان کو ایک ڈوز کریٹیگس کی
کی دی اور اپنے سامنے کھلائی پھر

ان سے سارا قصہ سنا۔ ساتھ ہی ان
کی نبض دیکھی تو پتہ لگا بلڈ پریشر
(Low Blood Pressure) بہت کم
تھا میں نے انہیں کنکانڈی کی دواؤں میں
سے [illegible] ۲۴ چند پڑیاں دیں اور
کہا انہیں استعمال کرکے دیکھو شاید
بیماری میں کوئی فرق پڑ جائے۔ ساتھ
ہی میں دعا کرنے لگ گیا۔ اگلے دن صبح
ہی وہ میرے پاس آئے اور کہا میری یہ
حالت تھی کہ ہر دو تین گھنٹہ میں مجھے
ایک دفعہ دورہ پڑ جاتا تھا لیکن کل سے
مجھے کوئی دورہ نہیں پڑا۔ میں نے کہا اچھی
بات ہے۔ اب آپ دو شیشیاں لے
آئیں۔ میں ان دو شیشیوں میں آپ کو دوا
ڈال دوں گا۔ لیکن انہوں نے غفلت
کی اور عصر کی نماز تک شیشیاں لے کر
نہ آئے۔ اس طرح دوائی کے استعمال
میں ناغہ ہو گیا اور عصر کی نماز کے دوران
وہ پھر بے ہوش ہو گئے۔ انہیں دیکھ کر
سارے لوگ پریشان ہو گئے۔ جب
ہوش میں آئے تو میں نے انہیں پھر وہی
دو دوائیں دیں۔ اس کے کچھ دن بعد
جب وہ مجھے ملے تو انہوں نے بتایا کہ
اس دن سے مجھے دورہ نہیں پڑا۔
اب دیکھو نہ تو یہ میری خوبی تھی اور نہ
[illegible] اور ۲۴ کی کوئی خوبی تھی۔ اللہ
تعالیٰ نے اس کے حق میں میری دعا
کو سن لیا۔ اور ان دواؤں کو اس کی شفا
کا ذریعہ بنا دیا۔
غرض کوئی شخص عقلاً بھی ہومیوپیتھ نہیں
بن سکتا۔ کیونکہ اگر آپ

ہومیوپیتھی اصول کو سمجھنے کی کوشش

کریں گے تو آپ چکرا جائیں گے مگر
سمجھ میں نہیں ہو گا۔ جس چیز کو ہم دوائی
کہتے ہیں اس میں دوائی کا جزو نہایت
معمولی ہوتا ہے۔ ہماری عقل اس بات تک
نہیں پہنچ سکتی کہ ایک قطرہ دوا کا
کروڑواں حصہ بلکہ اربواں یا کھربواں حصہ
ہوتا ہے اور پتہ نہیں کہ وہ آگے کہاں جا
کر ٹھہرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس میں بھی
شفا رکھ دیتا ہے پس پہلی بات یہ ثابت
ہوئی کہ سارا کچھ سوچنے کے بعد بھی اس
میدان میں دعا کے بغیر گزارہ نہیں خصوصاً
ایک ہومیوپیتھ کو تو اس کی طرف بہت
توجہ کرنا چاہیئے۔

ایک بات طب کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بیان کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ہر فرد
یاد رکھنا چاہیئے۔ آپ نے یہ فرمایا ہے

کہ دوائی سے بعض دفعہ شرک خفی پیدا
ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس سے
بچنے کا طریق یہ ہے کہ ہومیوپیتھک
دوا بھی دے دو۔ ایلوپیتھک دوا بھی
دے دو اور طب کی دوا بھی دے دو
تا کہ کسی دوا کی طرف بھی شفا کو منسوب
نہ کیا جا سکے۔ اس طرح شرک پیدا
نہیں ہو گا کہ کس دوا سے فائدہ ہوا ہے
اور پھر ہر اچھی چیز میں برے پہلو بھی ہوتے
ہیں۔ جو ماہر فن ہوتا ہے وہ بسا اوقات
متکبر بن جاتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے کہ
مجھے خدا کی ضرورت نہیں۔ میں نے دیکھا
ہے کہ جو بڑے اور سمجھدار ماہر ہیں خصوصاً
احمری۔ وہ بڑی بے تکلفی سے کہہ دیتے
ہیں کہ ہمیں دوائی پر کوئی اعتقاد نہیں
کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ہم ایک
مریض کو دوائی دیتے ہیں اور اس سے
بظاہر اس کو فائدہ بھی ہونے لگتا ہے
اور معلوم ہوتا ہے کہ مرض دور ہو رہا ہے
لیکن یکدم مریض مر جاتا ہے اس
کے برعکس کئی ایسے بیمار بھی آتے جن
کے متعلق ہم قسم کھا کر کہہ سکتے تھے کہ
وہ بچ نہیں سکتے۔ لیکن ایسا ہوا ہے کہ ان
میں سے بعض مریض بچ گئے۔ چند دن
ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ
میں

ایک معجزہ دکھایا ہے

ہمارے مقامی اصلاح و ارشاد کے ایک
مربی ہیں مولوی عبدالکریم صاحب کالاگرامی
انہیں سر درد کا دورہ شروع ہوا۔ اور
وہ دن بدن بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ
ان کی نظر اور شنوائی پر بھی اثر پڑنے
لگا وہ اس درد کی وجہ سے ہر وقت
تڑپتے رہتے تھے۔ یہاں فضل عمر ہسپتال
لے گئے تو ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
نے انہیں دیکھا اور کہا مجھے یہ بڑی خطرناک
بیماری معلوم ہوتی ہے انہیں لاہور لے
جاؤ۔ میں نے انچارج صاحب مقامی
اصلاح و ارشاد سے کہا کہ ان کا بہترین
علاج ہونا چاہیئے روپیہ کی فکر نہ کرو۔
چنانچہ وہ انہیں لاہور لے گئے۔ وہاں
ایک ملٹری کے ڈاکٹر ہیں ڈاکٹر قاضی۔ وہ
بڑے ماہر برین سرجن ہیں۔ اور چوٹی کے
ڈاکٹر ہیں۔ اسی طرح ایک اور مشہور
ڈاکٹر ہیں۔ ان دونوں ڈاکٹروں نے مولوی
صاحب کو دیکھا اور کہنے لگے۔

ان کے دماغ میں ٹیومر (رسولی) ہے

ان کا اپریشن ہونا چاہیئے کیونکہ اس ٹیومر کا
دماغ پہ اثر پڑ رہا ہے اور اس کے ساتھ
ہی ان کی شنوائی اور بینائی اور دوسرے

حواس پر بھی اثر ہے میں ان کے علاج میں
دلچسپی لے رہا تھا۔ میں چند دن کے لئے
جابہ گیا ہوا تھا کہ وہاں مولوی احمد خان صاحب
نسیم میرے پاس آئے اور کہنے لگے
ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ مولوی صاحب
کے دماغ کا اپریشن ہو۔ میں نے انہیں کہا کہ
ان کا اپریشن ہرگز نہ کرائیں۔ کیونکہ جو علامات
آپ بتا رہے ہیں وہ ٹیومر کی نہیں بلکہ کینسر
کی علامات ہیں۔ اور کینسر میں اپریشن بڑا
مہلک ہوتا ہے۔ ہم اپریشن کروا کر اپنے
ہاتھوں انہیں موت کے منہ میں دھکیلنے
والے ہوں گے۔ چنانچہ مولوی احمد خان
صاحب نسیم واپس لاہور گئے اور انہوں
نے ڈاکٹروں سے کہا کہ ہم نے ان کا اپریشن
نہیں کروانا اس کے بعد

مولوی صاحب کی حالت اور بھی خراب ہو گئی

ڈاکٹر قاضی صاحب بڑی ہمدردی سے
علاج کر رہے تھے۔ ایک دن انہوں نے مریض
کے سر سے کچھ مادہ لیا۔ اور ہسپتال میں جا کر
خود ڈیڑھ گھنٹہ تک ٹسٹ کیا اور بعد میں
آ کر کہنے لگے۔ مریض کے دماغ میں ٹیومر
نہیں بلکہ انہیں کینسر ہو گیا ہے۔ جو اب سارے
سر میں پھیل چکا ہے۔ ان کی زندگی بس دو
چار دن کی ہے۔ آپ چاہیں تو انہیں گھر لے
جائیں۔ تا ان کے گھر والوں کے درمیان
ان کی وفات ہو۔
چند سال کی بات ہے ہمارے ایک
احمدی دوست کو

ایک بوٹی خواب میں بتائی گئی

تھی (جسے سچی بوٹی کہتے ہیں) کہ یہ کینسر کے
لئے مفید ہے ہم نے وہ بوٹی لاہور بھجوا دی
لیکن مشکل یہ ہوتی ہے کہ جب تک ڈاکٹروں
کو مریض کے بچ جانے کی امید ہوتی ہے
وہ کسی دوائی کو ہسپتال کی حدود میں نہیں
آنے دیتے جب وہ اسے لاعلاج سمجھتے
ہیں تو پھر وہ لکھ دیتے ہیں کہ جو چاہے اسے
دو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ چونکہ مولوی
عبدالکریم صاحب بھی لاعلاج سمجھے جا رہے
تھے اس لئے جب ڈاکٹروں سے اس
بوٹی کے دیئے جانے کے متعلق دریافت
کیا گیا تو انہوں نے اجازت دے دی
اور کہا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔
اب نہ تو اس سچی بوٹی میں کوئی ذاتی
خصوصیت تھی اور نہ ٹیکوں میں کوئی ذاتی
خوبی تھی۔ صرف

اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ دکھانا تھا

مریض چھ سات دن سے بے ہوش چلا آ رہا تھا
ڈاکٹر ڈرپ (Drip) کے ذریعہ خوراک
دے رہے تھے تا انہیں کچھ طاقت پہنچے

لیکن چھ سات دن بیہوش رہنے کے بعد اُنہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ ان کی نظر عود کر آئی۔ اور اُن کے کان بھی کام کرنے لگ گئے اور جو ہوش و حواس ایک سمجھدار آدمی کے ہونے چاہئیں وہ عود کر آئے۔ صرف اُن کا جسم کمزور ہے۔ جب میں مکرم شیخ بشیر احمد صاحب کے بچے کی شادی پر لاہور گیا تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا میرے امام یہاں لاہور آئے ہوئے ہیں اور میں انہی کی دعاؤں سے تندرست ہوا ہوں۔

میں انہیں ملنا چاہتا ہوں

اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں اُنہیں مل آؤں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا بے شک جاؤ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ وہ موٹر پہ بیٹھ کر ہام یو (Pulsa V…) آ گئے اور مجھ سے ملے۔ اب کہا یہ خیال تھا کہ شاید ہی وہ دو دن تک زندہ رہیں اور کہا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ماہر ڈاکٹروں کے سارے اندازے غلط ثابت کر دیئے اور ان کو معجزانہ طور پر شفا دے دی۔

اس قسم کے معجزے

خدا تعالیٰ نے دکھاتا ہی اسلئے ہے کہ انسان اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ میرے کسی ہنر کے نتیجہ میں بیمار اچھا ہوا ہے جس مریض کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں صحیح دوائی مل گئی ہے۔ وہ ضرور اچھا ہو جائے گا۔ موت کا فرشتہ آ کر اس کی روح قبض کر لیتا ہے اور جب مریض کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے موت کا فرشتہ روانہ ہو چکا ہے اور اب پہنچنے ہی والا ہے اور اس کی زندگی ختم ہے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے دیتا ہے۔

ہومیوپیتھک علاج کی طرف

عالمانہ اور محققانہ توجہ کی ضرورت ہے

کیونکہ بہت سستا علاج ہے اس پر خرچ بہت کم آتا ہے اس لئے یہ ہمارے ملک کے لئے بڑا ہی اچھا ہے اور خاص طور پر ہماری جماعت کے لئے تو نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جتنی رقم بھی ہم بچا سکیں گے اس کا ایک حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر یں گے لیکن دعا اور تدبیر دونوں کی ضرورت ہے۔ اس علم کا مطالعہ بھی اور مریض کا مطالعہ بھی پوری توجہ کے ساتھ ہونا چاہیئے اور ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ہی نہ تو اسے آپ کو خدا سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ کسی دوا کو خدا کا درجہ دینا چاہیئے۔ خدا خدا ہی ہے اور وہی شافی ہے جب تک آسمان پر شفا کا ارادہ نہ ہو اس وقت تک زمین پر کسی انسان کو شفا حاصل نہیں ہو سکتی۔

مجھے جیسا کہ میں نے بتایا ہے

ہومیوپیتھی کے ساتھ خود بھی دلچسپی ہے

اور میں بڑا خوش ہوں کہ آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی "دلچسپی" اور "زبردست خواہش" کی وجہ سے باقاعدہ اور منظم طریق پر یہ کام ربوہ میں شروع کرنے والے ہیں لیکن کسی کام کو شروع کرنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا اسے نباہنا مشکل ہوتا ہے اس لئے اس وقت

ہمیں یہ دعا کرنا چاہیئے

کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسے صحیح طور پر نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل مورخہ ۶/۶۱ ۲)

تحریک جدید کے لئے جنوبی ہند کا دورہ

(قسط نمبر ۳)

رپورٹ مرتبہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قادیان

کالیکٹ ہندوستان کے مغربی ساحل پہ ایک تجارتی شہر ہے اور بندرگاہ بھی ہے۔ گو یہاں بڑے جہاز بندرگاہ پر لنگر انداز نہیں ہوتے وہ گہرے پانیوں میں ساحل سے دور لنگر انداز رہتے ہیں اور بڑی بڑی کشتیوں کے ذریعہ سے سامان ساحل پہ لایا اور لے جایا جاتا ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے ایک بڑی جماعت ہے جس نے عرصہ سے انجمن کے لئے ایک وسیع مکان خرید رکھا ہے اور وہیں نماز بھی ہوتی ہے۔

ہمارا وفد ۷ار جولائی کو کالیکٹ پہنچا تھا۔ مکرم مولوی بی عبداللہ صاحب فاضل انچارج مبلغ کیرالہ اور مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ کالیکٹ وہیں موجود تھے۔ اسی شام انجمن احمدیہ میں احباب کی میٹنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ نماز مغرب و عشاء کے بعد ایک اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی بی عبداللہ صاحب منعقد ہوا۔ اور مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تحریک جدید کی اہمیت پر روشنی ڈالی اجلاس کے بعد احباب نے اپنے تحریک جدید کے وعدے اور اضافے لکھوائے۔ ۱۸ر کی رات کو سیرت النبی صلعم کا جلسہ رکھا گیا تھا جس میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔

۱۹ر کو بعد دوپہر ہمارا وفد مدراس کے لئے روانہ ہوا۔ منگلور سے مرکرا اور بنگلور ہوتے ہوئے ہمارے کیرالہ میں جو خوشنما مناظر نظر آتے رہے تھے اور جماعتیں قریب قریب مقامات پر تھیں۔ اب کالیکٹ سے روانہ ہونے کے بعد وہ کیفیت نہ رہی تھی اور جوں جوں ہم مدراس کی سرزمین میں داخل ہو رہے تھے سبزہ زاروں کی جگہ خشکیوں نے لے لی تھی۔ گو مدراس بھی ساحل سمندر پر واقع ہے لیکن مغربی ساحل کی شان کچھ نرالی ہے۔

۲۰ر کی صبح کو ہم مدراس پہنچے تھے۔ ۲۰ر اور ۲۱ر کو احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں کی گئیں اور وعدے لئے ۲۲ر کو جمعہ تھا نماز جمعہ مکرم پروفیسر مولوی محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مدراس کے مکان پر ادا کی گئی۔ اکثر احباب حاضر تھے خطبہ جمعہ میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے مؤثر رنگ میں تحریک جدید کی اہمیت بیان کی۔ اور نماز جمعہ کے بعد ... احباب سے وعدے لئے گئے۔

۲۲ر کی رات کو دس بجے ہمارا وفد مدراس بمبئی میل سے یادگیر کے لئے روانہ ہو گیا اور ۲۳ر کو بعد دوپہر یادگیر پہنچ گیا یادگیر کے اکثر احباب اپنی پرانی مخلصانہ روایت کے بموجب استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اتفاق سے مکرم حکیم ... دین صاحب مبلغ شیموگہ بھی یادگیر پہنچے ہوئے تھے۔ بعد نماز مغرب حسب معمول قرآن کریم کا درس ہوا۔ یادگیر کی جماعت خدا کے فضل سے ان جماعتوں میں سے ہے جو اپنا چندہ سو فیصدی ادا کرتی ہیں۔ بلکہ اصل بجٹ سے بھی زائد وصولی ہوتی ہے۔ اور تحریک کے چندہ کا بیشتر حصہ تو نیا سال شروع ہوتے ہی وعدوں کے ساتھ ہی جماعت یادگیر بھجوا دیا کرتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ دورہ وصولیوں کے ساتھ اضافوں کے لئے بھی کیا جا رہا تھا۔ اس لئے یہاں پہنچتے ہی اضافوں کی تحریک شروع ہو گئی تھی۔ احباب سے انفرادی ملاقاتیں ہوتی رہیں اور درس کا پروگرام بھی بدستور رہا۔

۲۴ر کی شام کو مسجد احمدیہ یادگیر میں ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں جماعت کے تمام مرد و زن شریک ہوئے۔ خواتین کے لئے پردہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ ... تک عرصہ تک اجلاس سے خطاب کیا۔ اور اس کے بعد خاکسار نے مختصر طور پر تحریک کی۔ اگلے روز بھی تحریک کا سلسلہ جاری رہا۔ اور سابقہ تجربہ ... احباب سے مل کر بعض نادہندوں کی خانہ پری اور حصہ جائداد کی وصولی کی کوشش کی گئی۔ اور خدا کے فضل سے ان ساری مدات میں خاصی کامیابی ہوئی۔

جماعت یادگیر کا سارا ماحول اللہ تعالیٰ کے فضل سے خالص دینی ماحول ہے۔ پانچوں نمازیں بلکہ تہجد کی باجماعت نماز۔ درس و تدریس۔ تعلیم و تعلّم کا سلسلہ اور پھر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے خوش آئند ... درس کی آواز پہنچانے کا انتظام یہ سارے امور ایسے ہیں کہ میں تو جب بھی یادگیر جاتا ہوں یوں محسوس کرتا ہوں کہ ایک چھوٹے سے قادیان میں پہنچ گیا ہوں۔ یہاں ایک ذہنی اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔ الحمد للہ۔

۲۵ر اور ۲۶ر کو وصولیوں کا سلسلہ جاری رہا اور جیسا کہ رپورٹ کے آخر میں دیئے گئے گوشوارہ سے ظاہر ہوگا یادگیر کے مخلصین نے ہر رنگ میں پورا پورا تعاون فرمایا۔

بارش کا سلسلہ جو شیموگہ سے شروع ہوا تھا برابر جاری رہا۔ اور قریباً ہر جماعت میں پہنچنے اور روانگی کے وقت بارش سے دوچار ہونا پڑا۔ گو بارش کے باعث دقت پیدا ہوتی تھی لیکن دورہ کے پروگراموں میں خدا کے فضل سے خلل نہ آیا۔

۲۶ر کی رات کو یادگیر سے ہمارا وفد حیدرآباد دس بجے روانہ ہوا۔ اور اگلی صبح حیدرآباد پہنچ گیا۔ حیدرآباد جنوبی ہند کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا ہے اور میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کی جماعت کے احباب بھی شہر کے دور دراز مختلف حصوں میں رہتے ہیں یہ بھی

کا پہنچنا اور ملاقات کرنا بھی ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ یوں حل ہوگیا کہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور مکرم ... سیٹھ رشید احمد صاحب نے اپنی اپنی جیپ گاڑیاں حسب ضرورت پیش کیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارش کے غیر منقطع سلسلہ کے باوجود اور احباب کی دور دراز مقامات پر رہائش گاہوں کے باوجود یہ مسئلہ حل ہوگیا۔ اور ہم مخلصین کی خدمت میں اُن کے گھر پر حاضر ہونے کے قابل ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سیٹھ صاحبان کو جزائے خیر بخشے

آمین

یہاں قادیان سے ہمارے ایک اور نگران ... مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جو مستقل طور پر حیدرآباد میں مقیم ہیں انہوں نے اپنے سارے اوقات ہمارے قیام حیدرآباد میں دورہ کے اغراض کے لئے وقف کر دیئے۔ روزانہ صبح سویرے آجاتے اور پھر رات گئے تک ساتھ رہتے ... احباب کے گھر پہنچ کر ... اور چندوں کی وصولی میں ہماری مدد کی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی تگ و دو ہی کا نتیجہ ہے کہ خدا کے فضل سے حیدرآباد میں کافی وصولی بھی ہوئی۔ اور وعدے بھی ... ہوئے۔ اور گوشوارہ وصولیات سے معلوم ہوگا کہ جنوبی ہند کے دورہ میں سب سے زیادہ وصول حیدرآباد دکن ہی میں ہوئی۔ اور یہ وصولی توقع سے بھی بڑھ کر تھی۔ گو جماعت کی تعداد کے ... مطابق تھی۔ اللہ تعالیٰ مولوی سراج الحق کو جزائے خیر بخشے۔

۱۳ر کو احمدیہ جوبلی ہال میں جلسہ سیرت النبی صلعم کا انتظام تھا جس کے لئے مقامی جماعت نے پوسٹروں اور ہینڈ بلوں کے ذریعہ کافی تشہیر کی تھی۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ۱/۲ ۱۱ بجے قبل دوپہر یہ جلسہ منعقد ہوا جس میں خاکسار نے مختصر سے افتتاحی کلمات کہے اور مکرم مولوی ... اللہ صاحب نے تقریر کی بعض اور دوسرے مقررین نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کئے۔ اس جلسہ کی مفصل رپورٹ بدر کی سابقہ اشاعت ... میں شائع ہو چکی ہے۔

احمدیہ جوبلی ہال جو شہر کے عین وسط میں ... ایک عالیشان بلڈنگ ہے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ ... سکندرآباد نے تعمیر کروایا تھا۔

اور اپنی وصیت کے حساب میں جماعت کے نام وقف کر دیا تھا۔ اس بلڈنگ کا موزوں ذہنیت اور مکانیت کو دیکھ کر حضرت سیٹھ صاحب کے لئے ہر احمدی کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ مرحوم و مغفور جماعت کے لئے ایک بہت بڑا کام کر گئے اور گو موت کے پردے نے انہیں ہماری آنکھوں سے اوجھل کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

اسی دوران میں ۳۰ر جولائی کی شام کو ہمارا وفد محترم حافظ صالح محمد صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کی دعوت پر سکندرآباد بھی گیا۔ الہ دین بلڈنگ میں احباب جمع ہوئے تھے۔ انہیں تحریک کی گئی۔ اور وعدے لئے گئے اور کچھ وصولیاں بھی ہوئیں۔ حافظ صاحب موصوف اپنے اخلاص و کردار کے لحاظ سے اپنے قابل فخر دادا کے نقوش قدم تلاش کرتے ہوئے زندگی کی منزل میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

۳۱ر جولائی کو چنت کنٹہ جانے کا پروگرام تھا۔ لیکن چونکہ متواتر بارسات کے باعث چنت کنٹہ جانے کے راستے مسدود ہو گئے تھے اس لئے مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے مشورہ دیا کہ چونکہ چنت کنٹہ کے بڑے وعدوں والے دو افراد اس وقت حیدرآباد میں ہی مقیم ہیں (یعنی سیٹھ صاحب موصوف خود اور ان کے چھوٹے بھائی مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب) اور وہ دونوں نقد ادائیگی کر رہے ہیں۔ اور چنت کنٹہ جانے کے لئے راستے میں ندی نالوں میں سے گذرنا پڑتا ہے اور بارش کی وجہ سے راستے بند ہو گئے اس لئے وہاں کا پروگرام منسوخ کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی پر عمل کیا گیا اور ان دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے وعدوں کی پوری مقدار فوراً اضافہ کے ساتھ ادا کر دی جزاہما اللہ احسن الجزاء

حیدرآباد کی ایک قابل ذکر چیز سالار جنگ میوزیم ہے جو سابق ریاست حیدرآباد کے ایک وزیر سالار جنگ سوم کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ستر سے زائد کمروں پر مشتمل ایک عظیم الشان بلڈنگ۔ جب نواب سالار جنگ مرحوم کا محل تھا اس صاحب ذوق انسان نے دنیا بھر کے نوادرات جمع کئے اور اپنے ذوق کی عظمت کا ایک نشان اپنے پیچھے چھوڑ گیا تمام قسم کے آرٹ اس میوزیم میں نہایت صفائی

اور قرینے کے ساتھ رکھے گئے ہیں اور جب ایک زائر یہ معلوم کرتا ہے کہ یہ سارا کام ایک اکیلے شخص کے ذوق کا بے مثال کرشمہ ہے تو دنگ رہ جاتا ہے۔ بیشمار ملکوں کی اعلیٰ پایہ کی صنعت اور آرٹ کے نمونے اور شاہانِ رفتہ کے بیش قیمت نوادرات میوزیم کے اندر ایک زائر کو دعوتِ نظارہ ہی نہیں درس عبرت بھی دیتے ہیں۔ ایک اہل دل مسلمان جب زر و جواہر سے مرصّع شاہانِ سلف کی بیش قیمت تلواروں کو دیواروں کے ساتھ لٹکے ہوئے زمینوں میں دیکھتا ہے تو دل مسوس کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ان تلواروں کی شکل میں اپنی مٹی ہوئی عظمت اور لٹی ہوئی رفعتوں کو دیکھتا ہے۔ یہ میوزیم ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو ایک ہی شخص نے اپنے خرچ سے تن تنہا انجام دیا۔

لیکن جب میں میوزیم کو دیکھ کر باہر نکلا تو تشنہ کامی سے سرگرداں تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کاش آرٹ کا دلدادہ سالار جنگ اس میوزیم کی بجائے قرآن کریم کے تراجم شائع کرتا۔ مختلف زبانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شائع کرتا یا مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم کرتا! پھر میں نے سوچا کہ آخر وہ ایسا کیونکر کر سکتا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام ایک غریب جماعت کے لئے مقدر کر رکھا تھا۔ کہ وہ اپنے خون پسینے کی کمائی سے پائی پائی جمع کرکے دنیا بھر میں اسلام کے مرکز کھولے اور مساجد تعمیر کرے اور ہر جگہ سے اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کی منادی کرے۔ میں نے سوچا تحریک جدید کی اُنیس سالہ یادگاری کتاب کا ایک ایک ورق اس سارے میوزیم پر بھاری ہے کیونکہ میوزیم تو عظمتِ رفتہ کا ایک نوحہ ہے اور تحریک جدید اسلام کے شاندار مستقبل کی منزل میں روشنی کا ایک مینار ہے۔ میری اس خوشی اور مسرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو یہ مقابلہ کرتے وقت میرے دل میں پیدا ہوئی۔

حیدرآباد ایک تاریخی شہر ہے اسلام کے مد و جزر اور انقلابات کے بے شمار نشانات اس سرزمین میں جابجا پائے جاتے ہیں۔ میں جب دو سال قبل وقف جدید کے دورہ پر

وہاں گیا تھا تو محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری کا مرحوم زندہ تھے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ گو باقاعدہ گنتی کا موقعہ کبھی نہیں ملا لیکن روایت یہ ہے کہ حیدرآباد میں سات سو مساجد ہیں۔ اس روایت کا حقیقت ہونا عین ممکن ہے کیونکہ ہر محلہ ہر بازار اور ہر گذرگاہ میں کئی کئی مساجد ہیں اور پھر حیدرآباد شہر کے اردگرد ہر چند فرلانگ پر جنگل میں جو مساجد بنی ہوئی ہیں اُنہیں دیکھ کر تو اس پر یقین کرنے کو جی چاہتا ہے۔ قلعہ گولکنڈہ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو ہر چہار طرف سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹی چھوٹی مسجد نظر آتی ہیں۔ جو شہنشاہ اورنگ زیب نے اپنی افواج کے لئے تعمیر کروائی تھیں یہ قلعہ گولکنڈہ وہی ہے جس کا ذکر سیر روحانی کے سلسلہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا۔

اب دورہ ختم ہو چکا تھا۔ حیدرآباد سے ۲ر اگست کو ہمارا وفد واپس بمبئی کے لئے روانہ ہوا۔ اور ۳ر اگست کو بمبئی پہنچ گیا۔ خاکسار دو دن بمبئی میں قیام کرکے ۵ر اگست کو دارالامان کے لئے روانہ ہوگیا اور ۷ر اگست کی صبح کو اس مقدس و محبوب بستی میں پہنچ گیا جس کی جدائی سارے دورہ میں ہر قسم کی سہولتیں میسر ہونے کے باوجود محسوس ہوتی رہی۔ اس دورہ میں ہر جماعت کے عہدیداران اور افراد نے حتی الامکان ہمارے ساتھ جو تعاون فرمایا۔ اور ہماری خدمت کی اور تحریک جدید کے وعدوں میں اضافے کئے یا نقد ادائیگیاں کیں وہ سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

اس دورہ میں مجموعی طور پر جو وعدے اور وصولیاں ہوئیں ان کی مجمل پوزیشن یہ ہے

۱۔ تحریک جدید

الف۔ نئے وعدے اور اضافے	۴۶۱۲—۷۵
ب۔ وصولی تحریک جدید	۵۷۸۷—۰۹

۲۔ وصیت

الف۔ نقد وصولی حصہ جائداد	۴۹۷۵—۰۰
ب۔ نقد وصولی حصہ آمد	۴۸۰—۰۰
میزان	۵۴۵۵—۰۰
ج۔ نئی وصایا	چار عدد

۳۔ فاؤنڈیشن فنڈ

نئے وعدے	۴۶۱—۰۰

— ... —

عیسائیوں کے تہ بہ تہ مغالطوں اور مولٰینا دریابادی صاحب کے جوابات کی حقیقت

(اور)

آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کی مسیح ناصری پر فضیلت

(قسط نمبر ۳)

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

آیات کی تشریح اور ضروری جوابات

ابھی مسیحیوں کے دلائل کی طرف توجہ کرتے اور ان کے جوابات اپنی طرف سے عرض کرتے ہیں۔ مسیحیوں نے اپنے ٹریکٹ کا نام حقائق القرآن رکھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا ان کے جملہ دلائل کا ماخذ قرآن کریم ہے حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے انہوں نے زیادہ تر سماعی روایات، خیالات و اوہام کو اپنے اعتراضات کی بنیاد بنا لیا ہے اور اس طرح ان کے ذریعہ سے مسیح ناصری کی فضیلت ثابت کی ہے۔ یہ ایک مشاطرانہ چال ہے جو ان کی پرانی عادت ہے۔

ٹریکٹ میں درج شدہ ان کی اپنی تجویز کے مطابق کہ "اگر غیر معتبر روایات و حکایات کو چھوڑ کر فقط قرآنی بیانات کو دیکھیں" تو کسی صورت میں مسیح کی فضیلت ثابت نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مسیح ناصری وفات پا چکے ہیں۔ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ اُن کے موجود ہونے کا عقیدہ سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔ قبل اس کے کہ مسیحیوں کے پیش کردہ ان دلائل کا نمبروار جائزہ لیا جائے، اور اُن کی حقیقت آشکارا کی جائے جو اُن کے خیال کے مطابق قرآن کریم کی رو سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت مسیح علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے نظریات و خیالات کے مقابل پر قرآن کریم کی اصل پوزیشن کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نزول قرآن کے وقت یہود و نصاریٰ آپس میں نہایت درجہ اختلاف رکھتے تھے۔ اور یہ اختلاف عداوت کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اختلافات کا آغاز حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے ہوا۔ بعثت کے وقت شدت اختیار کر گیا۔ اور یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ قرآن کریم کے نزول کا زمانہ آ گیا۔

قرآن کریم نے اپنے نزول کے ساتھ جہاں نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کا دروازہ کھولا۔ وہاں اس نے بڑی خوبی کے ساتھ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات کا بھی فیصلہ سنایا۔ چنانچہ قرآن کریم کی اس اہم پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:-

ان ھذا القراٰن یقص علیٰ
بنی اسرائیل اکثر الذی
ھم فیہ یختلفون (النمل ع
آیت نمبر ۷۷)

قرآن مجید بنی اسرائیل کے اختلافی امور کا فیصلہ سناتا ہے۔

اسی طرح فرمایا:-

وانزلنا الیک الکتاب بالحق
مصدقا لما بین یدیہ
من الکتاب و مھیمنا علیہ
(مائدہ ع آیت ۴۹)

اور ہم نے تجھ پر اس کتاب کو حق پر مشتمل اتارا ہے وہ اپنے سے پہلی کتاب کی باتوں کو پورا کرنے والی ہے اور اس پر محافظ و نگران ہے۔

بنی اسرائیل کے ان دو بڑے گروہوں کے باہمی اختلافات کیا تھے یہ ایک لمبی داستان ہے۔ ان میں سر فہرست خود حضرت مسیح کی والدہ محترمہ کی شخصیت۔ اور حضرت مسیح ناصری کا اپنا دعویٰ وغیرہ ہیں۔ یہود نامسعود نے پارسا خاتون کی عصمت پر جس قسم کے الزامات لگائے وہ کسی تفصیل کے محتاج نہیں۔ اور پھر ان بدبختوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہود کی اپنی کتب اور اناجیل اس سے بھری پڑی ہیں۔ ان دو مقدس ہستیوں کے متعلق قوم یہود نے طعن و تشنیع کی کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی۔ ایسے وقت نبی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ آپ نے جہاں بھولی بھٹکی دنیا کو توحید خالص کا سبق سنایا۔ وہاں ان دونوں مظلوم مقدس ہستیوں کی پوزیشن کو بھی صاف کیا۔ اور ان کی ذات سے اُن تمام الزامات کو دُور کر کے انہیں خدا تعالیٰ کے محبوب و مقدس برگزیدہ افراد میں پیش کیا۔

ہر شخص جو آج سے ۱۴ ہزار سال پہلے کی تاریخ کا واقعاتی رنگ میں جائزہ لیتا ہے۔ وہ اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام کے اس احسان عظیم کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتا جو مسیحی دنیا پر کیا گیا۔ پس قرآن کریم اور احادیث نبوی میں جہاں جہاں بھی حضرت مسیح کے حق میں تعریفی کلمات کہے گئے ہیں ان کو اس پس منظر میں دیکھا جانا چاہیئے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسیحیوں سے گفتگو کرتے وقت ہمیشہ ہی اس اہم نکتہ کو پیش نظر رکھیں۔

ان مسیحیوں کی احسان فراموشی دیکھیئے یا اُن کی مشاطرانہ چال کہ قرآن کریم کے وہ دلائل جو حضرت مسیح اور اُن کی والدہ کی پوزیشن کو الزامات سے بری قرار دینے کے لئے محض جوابی رنگ میں استعمال کئے گئے۔ اصل حقیقت سے ناآشنا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان کو حضرت مسیح کے لئے وجہ فضیلت بنا رہے ہیں۔ اور اپنی اس نازک پوزیشن کو بھول جاتے ہیں جو یہود کی الزام تراشی کے وقت پیدا ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں مسیحیوں کے پیش کردہ دلائل کی حقیقت اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ انہوں نے بعض ایسے امور کو بھی وجوہ فضیلت قرار دے دیا۔ جن کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور اگر بطور تنزل مان بھی لیا جائے۔ کہ وہ امور واقعی فضیلت کا باعث ہو سکتے ہیں تو اس قسم کے بہت سے ایسے امور پیش کئے جا سکتے ہیں جو دوسروں میں تو پائے جاتے ہیں مگر مسیح ان سے محروم ہیں۔ جن کی وجہ سے ان دوسرے افراد کو حضرت مسیح پر فضیلت لازم آتی ہے جسے مسیحی لوگ کبھی بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

اب ہم ذیل میں مسیحیوں کے پیش کردہ دلائل کا نمبروار ذکر کر کے ان کے متعلق صحیح نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں وباللہ التوفیق

(۱) مسیحیوں کی پہلی دلیل حضرت مسیح کا تکلم فی المھد ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم نے حضرت مسیح کی نسبت یکلم الناس فی المھد و کھلا کے الفاظ کا ذکر ہے اسی طرح ایک اور مقام پر آتا ہے:- کیف نکلم من کان فی المھد صبیا مگر اصل سوال تو یہ ہے کہ آپ کے تکلم فی المھد سے مراد کیا ہے آیا یہ کوئی ایسی بات تھی جو کہ اور نبی بالخصوص ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ تھی اور صرف مسیح علیہ السلام ہی کو حاصل تھی۔ لیکن اگر یہ بات ان سے مخصوص نہ ہو بلکہ سارے ہی انبیاء میں پائی جاتی ہو تو یہ مسیح علیہ السلام کی خصوصی افضلیت نہیں رہتی۔

پس یہ دیکھنا ضروری ہے کہ تکلم فی المھد سے اصل میں کیا مراد ہے۔ سو یاد رہے کہ اس جگہ مھد کا لفظ بطور محاورہ استعمال ہوا ہے جو بچپن کے زمانہ کے لئے بولا جاتا ہے نہ کہ صرف دودھ پیتے بچہ کے دودھ کے زمانہ کے لئے اسی طرح مھد کا لفظ تیاری کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ آتا ہے و مھدت لہٗ تمھیدا (مدثر ع) یعنی ہم نے کافر کو ہر قسم کی خیر دیا اور اس کی تیاری کے لئے سامان مہیا کیا۔ پس مھد سے تیاری کا زمانہ بھی مراد ہوتا ہے اور تیاری کا زمانہ جوانی تک کا زمانہ ہوتا ہے نہ کہ بچپن کا کیونکہ جوانی کے زمانہ میں انسان آئندہ کیلئے اپنے اندر طاقتیں جمع کرتا ہے۔ پس سورہ زیر بحث آیت میں یہ لفظ بطور استعارہ جوانی کے زمانہ کے لئے بولا گیا ہے۔ اور یہ سب کو علم ہے کہ قوم کے عمر رسیدہ لوگ اپنے سے چھوٹی عمر کے نوجوانوں کا ذکر بعض اوقات بچہ کے لفظ سے بھی کرتے ہیں۔ مگر اس وقت ان کا مراد دودھ پیتے بچے سے نہیں ہوتی بلکہ اپنے سے چھوٹی عمر کا انسان مراد ہوتی ہے چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک رئیس قریش نے جو قریباً اسی سال کا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے وقت آپ کو بار بار یہ کہا اے بچے تم میری بات مان لو۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت قریباً ساٹھ سال کی تھی۔ پس قوم کے عمر رسیدہ لوگوں کا مسیح علیہ السلام کو یہ کہنا کہ اس سے ہم کس طرح گفتگو کریں یہ تو ابھی کل کا بچہ ہے۔ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ان کی اس سے مراد ہرگز نہیں تھی کہ یہ بچہ تو ابھی باتیں کرنے کے قابل نہیں ہم اس سے کس طرح باتیں کریں اور یہ کہ پھر مسیح علیہ السلام نے خلاف معمول فوراً باتیں کرنا شروع کر دیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے علماء یہود کے ساتھ ایسی دانائی کی باتیں کیں جن کی عام طور پر بچوں سے توقع نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو بچپن اور جوانی میں ہی ایسی سمجھ عطا کرتا ہے کہ وہ غیر معمولی رنگ میں باتیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی علماء سے گفتگو کے وقت حیران کن باتیں

گر کے اس پر اپنا سکہ جما لیا۔ اور یکلم الناس فی المھد وکھلا میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی منشاء ہے۔ ایسے ابتدائی زمانہ میں باتیں کرنا مراد نہیں جبکہ ابھی بچے باتیں نہیں کر سکتے۔ پس چونکہ انہوں نے ایسے وقت میں باتیں نہیں کیں اس لئے ان کو نہ تو دیگر انبیاء پر فوقیت حاصل ہے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ ورنہ قرآن کریم میں تو مسیح علیہ السلام کے لئے تکلم فی المہد کے ساتھ تکلم فی الکھولۃ کا بھی ذکر موجود ہے۔ اگر مہد میں کلام کرنا ایک معجزہ ہے اور اس سے ان کی فضیلت ثابت ہو سکتی ہے تو کہولت کے زمانہ میں جو کہ تیس چالیس کی عمر کا زمانہ ہے۔ اس میں باتیں کرنا بھی معجزہ قرار دیا جانا چاہیئے۔ حالانکہ اس عمر میں تمام لوگ کلام کرتے ہی ہیں۔ پھر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت رہتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مہد کے لفظ کے ساتھ جب کہل کا لفظ آ جائے تو وہاں کسی عمر میں کلام بولنے کا معجزہ مراد نہیں ہو سکتا بلکہ بولنے کی کوئی نوعیت ہی مراد ہو سکتی ہے ورنہ اگر اس سے کسی زمانہ میں کلام بولنا مراد ہوتا تو کہل کے زمانہ میں بولنا بھی کوئی فضیلت ہوتا۔ حالانکہ ادھیڑ عمر میں کلام بولنے کو کوئی معجزہ قرار نہیں دیتا۔ ہاں اگر کہولت کے زمانہ میں کلام بولنا بھی معجزہ ہوتا تو پھر بیشک مہد کے زمانہ میں بچہ کا زیادہ بولنا بھی معجزہ قرار ہو سکتا تھا مگر ایسا نہیں لہذا اس لحاظ سے مسیح علیہ السلام کا بولنا کوئی معجزہ نہیں۔

خدا تعالیٰ کے انبیاء اور برگزیدہ لوگ بچپن ہی میں ایسی باتیں کیا کرتے ہیں جو دوسرے لوگوں سے ان کو ممتاز کر دیتی ہیں۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "آتیناہ الحکم صبیا" (مریم آیت نمبر۱۲) ہم نے اسے بچپن ہی کی عمر میں دانائی عطا کی تھی۔ اور یہ بات ہر نبی کو حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے اس امر کا ذکر مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی کیا ہے کہ وہ اس سے محروم نہ تھے۔ بلکہ ان کو بھی یہ بات حاصل تھی

مذکورہ بحث میں مسیحی صاحبان نے بروئے قرآن کریم شیر خوارگی کے زمانہ میں مسیح کو کتاب و نبوت کے ملنے کا ذکر کر کے بھی ان کی فضیلت کا اظہار کیا ہے حالانکہ قرآن کریم میں کہیں بھی اس امر کا ذکر موجود نہیں۔ یہ مسیحی صاحبان کی طرف سے صریح بہتان ہے بلکہ برخلاف اس کے قرآن کریم نے صاف بتایا ہے کہ جیسے نبی تیری طرف اسی طرح وحی نازل کی گئی ہے تجھ سے پہلے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، ان کی اولاد اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف نازل کی گئی تھی۔ (نساء ع ۲۳)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کو ان کے سن بلوغت کے بعد نبوت وغیرہ ملی تھی۔ حضرت مسیح بھی ان میں شامل ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ اس بارہ میں مسیح کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔

علاوہ ازیں یہ خیال خود انجیل کے بیان کے بھی صریح خلاف ہے۔ کیونکہ انجیل لوقا ۳-۲۳ میں صاف لکھا ہے کہ

"جب یسوع خود تعلیم دینے لگا تو قریباً تیس برس کا تھا" یعنی سن بلوغت کے بعد خدا نے اُن کو مامور و مرسل بنا کر کھڑا کیا تھا۔ پس یہ کہنا کہ اس بارہ میں ان کو آنحضرت صلعم پر کوئی فضیلت حاصل تھی سراسر خلاف واقعہ ہے اور نرا تعصب کا اظہار ہے جسے پیش کرتے ہوئے عیسائیوں کو شرم محسوس ہونی چاہیئے۔

(۲) اسی طرح جو مسیح کی آنحضرت صلعم پر فضیلت کا باعث قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ دشمنوں سے بچانے کے لئے فرشتے انہیں جسم خاکی کے ساتھ اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ مگر اس کے مقابلہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آپ کو آسمان پر نہیں اٹھایا گیا۔ بلکہ دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ دیا گیا۔ اور آپ ادھر اُدھر غاروں میں چھپتے پھرے۔ یہ وجہ فضیلت بھی عیسائی صاحبان کی جعلسازی کا کرشمہ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں کہیں بھی اس کی طرف اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ اس میں نہ تو جسم عنصری کا ذکر ہے اور نہ آسمان کا لفظ موجود ہے یہ عیسائیوں کی ہشیاری ہے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کی جہالت سے فائدہ اُٹھا کر اپنی دلیل قائم کر لی ہے۔ مسلمانوں کا خیال اس بارہ میں قرآن کریم کے صریح خلاف ہے۔ مسلمانوں کا استدلال مسیح کے آسمان پر جانے کا رفع کے لفظ سے ہے جو مسیح کے لئے آیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ جسم عنصری اور آسمان کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسری طرف رفع سے مراد خود قرآن کریم میں روحانی بلندی اور درجات کی رفعت لی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم ...... (مجادلہ ع۲) کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں کو رفع کرتا اور ان کو بلند درجات عطا فرماتا ہے۔

علاوہ ازیں محاورات زبان میں بھی رفع سے مراد مرتبہ اور عزت کی بلندی ہوتی ہے۔ اہل لغت نے بھی اس کے یہ معنے لکھے ہیں۔ اور وہ بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ جب انسانوں کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ بالخصوص خدا تعالیٰ کی طرف سے تو اس سے مراد روحانی سربلندی اور مراتب و شرف کی بلندی ہوتی ہے نہ کہ کچھ اور۔ چنانچہ قرآن کریم سے کوئی ایک بھی مثال اس کے خلاف پیش نہیں کی جا سکتی۔ اسی امر کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آتا ہے کہ اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) کہ جب انسان انکساری اختیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے اُٹھا کر ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے اس جگہ رفع کے ساتھ "السابعۃ" ساتویں آسمان کا بھی ذکر موجود ہے۔ مگر پھر بھی اس کے معنی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر لے جانے کے نہیں مانے جاتے بلکہ اس کے معنی درجات کی بلندی ہی کے کئے جاتے ہیں پس کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جہاں آسمان کا لفظ موجود ہے وہاں تو آسمان پر لے جانا مراد نہیں لیا جاتا۔ مگر جہاں آسمان کا لفظ موجود نہیں وہاں آسمان پر لے جانا مراد لیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں مسیح کے متعلق رفع کا لفظ لاکر یہود و نصاریٰ کے اس باطل خیال کی تردید کی گئی ہے۔ جو وہ مسیح کے متعلق من گھڑت طور پر خلاف واقعات ظاہر کرتے تھے کہ وہ صلیب پر مارے گئے تھے اور لعنتی ہو گئے تھے۔ جس کا صاف مفہوم یہ نکلتا ہے کہ وہ جھوٹے تھے اور خدا کی طرف سے نہ تھے۔ ان کا دعوے باطل تھا۔ کیونکہ بائیبل میں لکھا ہے کہ

"وہ نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا ان کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کا نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔" (استثناء ۱۸-۲۰)

اسی طرح لکھا ہے کہ "جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے" (استثناء ۲۱ : ۲۳)

یہود و نصاریٰ کا یہ باطل خیال تھا کہ مسیح صلیب پر ملعون ہو گئے اس بنا پر یہود انہیں کاذب مسیح قرار دیتے تھے اور مسیحی انکی موت کو کفارہ کا باعث ٹھہراتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ بتا کر کہ ہم نے ان کو اس لعنتی موت سے بچا کر ان کی صداقت ثابت کر دی اور ذلت سے بچا کر عزت بخشی اور ان کو اپنا مقرب ثابت کر دکھایا۔

پس اس حقیقت کو چھوڑ کر من گھڑت اور خلاف واقعہ اور بے کسی امر کی بنیاد رکھنا نری جہالت اور نادانی یا [illegible] دھوکہ اور فریب ہے۔

عیسائیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ اناجیل کے بیانات کو پس پشت پھینک دیتے اور ان کو ذرا بھی وقعت نہیں دیتے حالانکہ ان سے صاف ثابت ہے کہ وہ اس لعنتی موت سے بچائے گئے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"مسیح نے بڑی عاجزی کے ساتھ صلیبی موت سے بچنے کے لئے دعا کی" (متی ۲۶-۲۷۔ لوقا ۴۴-۵۴)

اگر مسیح کی یہ دعا سنی نہیں گئی تو اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ ان کا مندرجہ ذیل فرمان غلط نکلا کہ

"خدا گنہگاروں کی نہیں سنتا۔ لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو وہ اس کی سنتا ہے۔" (یوحنا ۳۱ - ۹)

مسیح نے یہی صلیب پر چلا چلا کر ایلی ایلی لما سبقتنی اس لعنتی موت سے بچنے کے لئے دلسوز دعا کی تو خدا نے کیوں انکی دعا نہ سنی۔ جبکہ وہ اس کے نزدیک سچے تھے۔ تو ان کے صدق و کذب کا سوال لعنتی صلیبی موت کے ذریعہ سے ان کا کذب ظاہر ہو جاتا تھا حالانکہ وہ خدا کی طرف سے تھے اور صادق نبی تھے پھر کیا خدا نے انکا صدق ظاہر کرنے کے لئے ان کو بچانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ بلکہ ضرور سمجھی۔ چنانچہ انجیل ہی میں دوسری جگہ صاف لکھا ہے کہ خدا ترسی کے سبب سے ان کی سنی گئی (عبرانیوں ۵-۷) جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ صلیبی موت سے بچا لئے گئے تھے۔ اور اس طرح صدق ثابت ہو گیا تھا۔ اسی کا ذکر قرآن کریم میں رفع کے لفظ میں کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ لعنتی موت سے نہیں مرے نہ تحت الثریٰ میں گرے بلکہ ذلت کے گڑھے سے اُٹھا کر عزت کے اعلیٰ مقام پر پہنچائے گئے نہ تو انکو جسم خاکی کے ساتھ کہیں گرانے کا سوال تھا نہ ہی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر لے جانے کا۔ اس لئے آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ لے جانے کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ ہی قرآن کریم میں اس امر کا کوئی ذکر یا اشارہ تک موجود ہے پس عیسائیوں کا اپنے ذاتی خیالات پر بنیاد رکھ کر ان کو قرآن کریم کی طرف منسوب کر کے مسیح کی فضیلت کا ڈھنڈورا پیٹنا انہیں کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ ان کو چاہیئے کہ اگر وہ فی الحقیقت حق و باطل میں امتیاز دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ واقعی مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ قرآن کریم اور بائیبل کو سامنے رکھ کر ادھر ادھر سے اپنے من گھڑت دلائل اخذ کر کے پیش کریں۔ اور ان سے اپنے مدعا کو ثابت کر کے دکھائیں۔

(باقی آئندہ)

لکھنؤ میں جماعتہائے احمدیہ اُترپردیش کی کانفرنس

(بقیہ صفحہ دوم)

لئے آمادہ ہو گئے اور کانفرنس سے چند روز پیشتر انہوں نے پمپ لگوا لیا۔ اس لئے پانی کی پریشانی تو کافی حد تک دور ہو گئی لیکن پاخانوں کی پریشانی کما حقہٗ دور نہ ہو سکی۔ کیونکہ فلش سسٹم قطعی خراب تھا اور باوجودیکہ جمعدارنی متعدد بار صفائی کے لئے آتی رہی لیکن یہ تکلیف اپنی جگہ قائم رہی۔ رات کو آرام کرنے کے لئے ہوٹل کی وسیع چھت بھی زیرنظر تھی اور اسی غرض سے اسے صاف بھی کرا دیا گیا۔ لیکن ۲۵/۶ کی صبح سے ہی بوندا باندی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا خاص فضل رہا کہ جلسہ کے اوقات میں بارش بند رہی اور دونوں دن جلسے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئے لیکن رات کو بارش کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے چھت پر آرام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

مورخہ ۲۶/۶/۶۶ کو آخری اجلاس کے بعد رات کے بارہ بجے جب ہوٹل میں پہنچے اور کھانا کھا کر لیٹے تو بارش شدت سے شروع ہو گئی۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے جلسے کے اختتام کی منتظر تھی۔ دو گھنٹے متواتر اس شدت کی بارش ہوئی کہ ہوٹل کا وہ برآمدہ جس میں بہت سے احباب لیٹ گئے تھے پانی سے بھرنا شروع ہو گیا اور بالآخر احباب کو کمروں میں سمٹ کر رات گزارنی پڑی۔ اس رات اگرچہ احباب کو کافی تکلیف اُٹھانی پڑی لیکن احباب نے نہایت ہی صبر و تحمل سے اس کو برداشت کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

دوسری اہم وقت جو ہمیں پیش آئی وہ مستورات کے قیام کے سلسلہ میں تھی۔ اطلاعات کے مطابق ہمیں یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ امسال مستورات بمقابلہ کانپور کانفرنس کے زیادہ شریک ہو رہی ہیں۔ مستورات کے لئے دو جگہ انتظام کیا گیا۔ بنجلین منزل میں جہاں مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب کے بہنوئی مکرم محمد سعید صاحب قیام پذیر ہیں۔ مکرم محمد سعید صاحب نے اس موقعہ پر اپنے مکان کے دو کمرے مستورات کے لئے خالی کر دیئے۔ اور دوسری جگہ مستورات کے لئے دارالشفاء میں ایک۔ ایم۔ ایل۔ اے صاحب کے کوارٹر میں انتظام کیا گیا۔ یہ کوارٹر

محترم محمد انوار صاحب آف رائلٹی کی توجہ سے ملا۔ جزاہم اللہ

تیسری دقت کھانا پکانے کے لئے جگہ کی تلاش میں رہی۔ مردوں اور عورتوں کا قیام جگہ قیام انتظامی لحاظ سے باعث دقت تھا ہی لیکن اس کے ساتھ ہی کھانا پکانے کے لئے کوئی ایسی مناسب جگہ نہ مل سکی جو مردوں یا مستورات کی قیام گاہ کے بالکل قریب ہوتی۔ اس کے لئے بھی مکرم محمد احمد صاحب سولیجہ کی کوشش سے ہمیں ایک جگہ ملی جو راج ہوٹل سے نصف میل کی دوری پر تھی۔ اس لئے کھانا پکنے کے بعد ہر سہ جگہ کھانا بھجوانے اور کھانا کھلانے میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ کھانا پکوانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک کھانا پہنچانے اور دیگر اہم ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلہ میں مکرم محمد مجید صاحب صدر جماعت احمدیہ کانپور اور مکرم عبدالستار صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے مع اپنے خدام کے جو وہ کانپور سے ہمراہ لے کر آئے تھے رات دن کام کیا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کانپور مکرم عبدالستار صاحب کانفرنس کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل بارہ خدام کے ساتھ لکھنؤ پہنچ گئے تھے اور بعد میں مزید خدام بھی کانپور اور شاہجہانپور آ کر شامل ہو گئے۔ کانفرنس کی کامیابی کا سہرا بہت حد تک ان خدام کے سر پر ہے جنہوں نے شب و روز محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمادے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمادے۔ اور سچے خادم احمدیت بنائے آمین۔ مکرم قائد صاحب نے بغرض دعا ان خدام کے نام دیئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

منور احمد صاحب اکبرپوری۔ محمد جمیل صاحب ظفر عالم خاں صاحب ناصرالدین صاحب۔ محمد سلیم خاں صاحب ناصر احمد صاحب۔ محمد سعید صاحب۔ محمد انوار صاحب رائلٹی۔ محمد مجید صاحب سولیجہ۔ محمد فرید صاحب سولیجہ۔ محمد عتیق صاحب محمد حنیف خاں صاحب۔ محمد آدم صاحب شاہجہانپوری۔ حفیظ احمد صاحب شاہجہانپوری

مذکورہ خدام نے کانفرنس کے سلسلہ میں حسب ذیل کام سرانجام دیئے۔

۱۔ کانفرنس کے انعقاد سے قبل تین چار مات منواتر کانفرنس کے پوسٹر سارے شہر لکھنؤ میں چسپاں کئے۔ اس کام میں سید احمد میاں صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لکھنؤ اور سیٹھ بشیر احمد صاحب نے خدام کی راہنمائی کی۔

۲۔ سارے شہر میں ہینڈ بلز کی تقسیم کا کام ایک انتظام کے ساتھ سرانجام دیا۔ ہینڈ بلز کی تقسیم کے سلسلہ میں بعض مہمانوں نے بھی مدد فرمائی۔

۳۔ کانفرنس کے انعقاد کا اعلان بذریعہ لاؤڈ سپیکر لکھنؤ شہر میں کیا۔ اعلان بذریعہ لاؤڈ سپیکر کے سلسلہ میں مکرم محمد انوار صاحب رائلٹی۔ مکرم حفیظ احمد صاحب شاہجہانپوری اور مکرم ارشاد احمد صاحب امروہی نے دو دن لگاتار چھ چھ گھنٹے محنت کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

۴۔ مردوں اور مستورات کی قیامگاہوں تک بروقت کھانا پہنچانا۔

۵۔ مستورات کو جلسہ گاہ تک لانے اور پھر قیامگاہ تک واپس پہنچانے کے انتظامات کئے۔

۶۔ مردوں کو ہر وقت کھانا کھلایا۔ راج ہوٹل میں کھانا کھلانے کے انچارج محترم عبدالصمد صاحب صدیقی تھے۔ اگرچہ موصوف جماعت میں شامل نہیں لیکن انہوں نے بڑی تندہی اور محنت کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا۔ اور اس پر پورا کنٹرول رکھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

۷۔ خدام نے جملہ ضروری اشیاء کو فراہم کرنے میں مدد دی۔

۸۔ دو [illegible] پبلک جلسوں کے موقع پر بک سٹال قائم کیا گیا۔ سلسلہ کے لٹریچر کی تقسیم و فروخت کا کام خدام و انصار نے مل کر سرانجام دیا۔
اس کام کے انچارج محمد انوار صاحب رائلٹی و محمد سعید صاحب سولیجہ اور حبیب اللہ خاں صاحب تھے ان احباب نے خدام کے تعاون سے اس کام کو سرانجام دیا۔

۹۔ گنگا پرشاد میموریل ہال کی ڈیکوریشن کا کام قائد صاحب نے اپنی نگرانی میں خدام سے کرایا۔ اور جلسہ کے اختتام پر تمام سامان کو سمیٹ کر واپسی کا انتظام کیا۔

۱۰۔ فرش۔ فروشِ نماز کے لئے پانی اور اذان وغیرہ کا جملہ کام مکرم مولوی محمد اکبر صاحب آف حاجی مٹو نے احسن طور پر سرانجام دیا۔ جزاہم اللہ

ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں مکرم محمد احمد صاحب سولیجہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کانپور کا ذکر نہ کروں۔ انہوں نے بحیثیت سیکرٹری صد سالہ کانفرنس رات دن محنت کی اور نہ صرف یہ کہ اکثر کاموں کی جنرل طور پر نگرانی کی بلکہ جب بھی ضرورت پیش آئی خود کھڑے ہو کر کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت کی بہترین جزا عطا فرمادے اور بیش از بیش خدمات کی توفیق دے آمین

کانفرنس کے سلسلہ میں پروپیگنڈہ

اُترپردیش کی احمدیہ جماعتوں کو بذریعہ [illegible] بار کانفرنس کے انعقاد کی اطلاعات دی گئیں۔ لوکل طور پر پوسٹرز اور کافی تعداد میں پوسٹر وغیرہ لکھنؤ شہر میں چسپاں کئے گئے اور تقسیم کئے گئے۔ بذریعہ لاؤڈ سپیکر شہر میں دو دن متواتر اعلان کیا گیا۔ نیز لکھنؤ کے مقامی اور کانپور کے کثیر الاشاعت حسب ذیل اخباروں میں اعلانات شائع کرائے گئے۔

روزنامہ قومی آزاد لکھنؤ — اردو
" پائنیر لکھنؤ — انگریزی
" نیشنل ہیرالڈ لکھنؤ — "
" سیاست جدید کانپور
ہفتہ وار ہماری زبان "

اسی طرح گنگا پرشاد میموریل ہال کے سامنے لب سڑک ایک نہایت عمدہ گیٹ بنایا گیا جو بجلی کے قمقموں سے جگمگ کر رہا تھا جس کے اوپر بعض قطعات آویزاں تھے۔ جیسے

"عیسیٰ پیشوایانِ مذاہب"

اور [illegible] محمد مصطفیٰ ابنیوں [illegible]

ہال کو مختلف قطعات سے مزین کیا گیا جو ہال میں داخل ہونے والے کے لئے جاذب نظر تھے۔

مہمانوں کی آمد: مورخہ ۲۴ جون ۱۹۶۶ء سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کلکتہ اور بمبئی سے مبلغین کرام بھی ۲۴ جون کو تشریف لے آئے۔ معزز مہمانوں کا اسٹیشن پر استقبال کیا گیا اور گل پوشی کی گئی۔

مورخہ ۲۵ جون کی صبح مکرم پروفیسر خیرالدین صاحب تشریف لائے۔ ان کا استقبال اور گل پوشی کی گئی۔ اسی دن دوپہر کے وقت پنجاب میل سے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مجیب [illegible] صاحب نائب ناظر بیت المال و مکرم حافظ عبدالرحمٰن صاحب درویش تشریف لائے۔

احباب لکھنؤ اور آمدہ مہمانوں نے گرمجوشی سے استقبال کیا۔ گاڑی کے پلیٹ فارم پر پہنچنے پر سب احباب ایک لائن میں کھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے مجلس استقبالیہ کے ممبران نے مصافحہ کیا اور ہار پہنائے اس کے بعد سب احباب کے ساتھ آپ نے مصافحہ فرمایا۔ احباب اپنے ہاتھوں میں ہار لئے ہوئے تھے اور ہر دوست نے اپنی باری پر مصافحہ کیا اور ہار گلے میں ڈالا۔

یہاں سے فارغ ہو کر محترم حضرت میاں صاحب اور چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر [illegible] محترم سیٹھ خیرالدین صاحب مرحوم کے دولتکدہ پر بغرض قیام تشریف لے گئے علاوہ ازیں [illegible] اور مولوی صاحب و چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر بیت المال ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب آف [illegible] آباد کا قیام [illegible] (باقی صفحہ ۱۰ پر)

حضرت فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں

حصہ لینے والے دوستوں کی ساتویں فہرست

پیشتر ازیں حضرت فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک میں حصہ لینے والے احباب کی چھ اسماء والی فہرستیں اخبار بدر میں شائع کروائی جا چکی ہیں۔ مندرجہ ذیل ساتویں فہرست ہے نئے منددہ جات کے علاوہ بعض ایسے دوستوں کے نام بھی دوبارہ شائع کروائے جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے سابقہ وعدہ جات میں معقول اضافوں کی اطلاع بھجوائی ہے اللہ تعالیٰ ان جملہ مخلصین کی قربانی کو شرف قبولیت بخشے اور ان کو بہترین اجر بخشے۔ آمین۔

اس بابرکت تحریک کی اہمیت اور اس کی غیر معمولی تاریخی حیثیت کے متعلق وقتاً فوقتاً مختلف دوستوں اور بزرگان کے مضامین سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں اسی تعلق میں گذشتہ سے پیوستہ بدر کے پرچہ میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا ایک روح افزا اور ایمان افروز مضمون شائع ہو چکا ہے جو امید ہے کہ دوستوں کی نظر سے گزر چکا ہوگا۔ آپ اپنے اس مضمون میں فرماتے ہیں کہ:-

"فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک، آپ کی اسی روحانی زندگی کو نیا خون اور نئی توانائی دینے کے لئے جاری کی گئی ہے۔ پس اے محبان ... محمدیت کے ایک ایک نقش میں اس محبوب چہرے کے روحانی نقوش کو دیکھنے اور جاننے اور پہچاننے والو آگے بڑھو اور ایک باوقار قربانی کے ساتھ اپنے جدا ہونے والے امام کو الوداع کہہ کر آگے بڑھو تا کہ اس محسن امام سے ہماری محبت کی یہ عجیب داستان ہمیشہ زندہ رہے"

مجھے امید ہے کہ جماعت کا ہر وہ دوست جنہوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا وہ جلد اپنے وعدے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور ایسے دوست جنہوں نے حصہ تو لیا ہے مگر اس عظیم الشان تحریک کی اہمیت اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لیا وہ بھی جلد از جلد اپنے وعدوں میں اضافہ کی اطلاع بھجوا کر اعلیٰ مالی قربانی کا نمونہ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

گذشتہ ماہ کے آخر تک تمام وصول ہونے والے وعدوں کی اسم وار فہرست حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں غرض دعا پیش کی جا چکی ہے۔ جولائی کے وعدوں اور وصولی کی آئندہ فہرست ستمبر کے پہلے ہفتہ میں بھی بھجوائی جائے گی۔

ناظر بیت المال قادیان

سیٹھ عبید احمد صاحب کانپور اضافہ -/۲۸۰
" محمد شفیع صاحب " " -/۴۰
" محمد ... صاحب سوجیہ " " -/۱۲۰
" محمد سعید صاحب " " " -/۳۵
" ظفر عالم خان صاحب کانپور " -/۳۴
" صاحب داد خان صاحب " " ۱۲/۰
" محمد اکبر صاحب پونچھی " " -/۲۳
" محمد سعید صاحب " " -/۱۴۸
" عبد الستار صاحب " " " ۲۵/۰
" حبیب اللہ خان صاحب " " -/۲۴
" محمد رشید صاحب " " ۱۰/۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد لطیف صاحب کانپور " -/۲۵
مکرم محمد ... صاحب سوجیہ کانپور " ۷۵/۰
" محمد فرید صاحب " " ۵/۰
" محمد ... صاحب ... " ۴۰/۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد حنیف صاحب کانپور " -/۱۵
مکرم محمد عتیق صاحب کانپور " -/۱۰
" ... محمد ... صاحب ... " ۱۰/۰

مکرم محمد ظفر عالم صاحب سوجیہ کانپور اضافہ ۶/۰
" محمد قمر عالم صاحب " " " ۶/۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد احمد صاحب " " " -/۳۰
مکرم ایم ابراہیم صاحب پینگاڈی ۲۰۰/۰
" ڈاکٹر بی عبد اللہ صاحب بی ایس سی " ۱۰۰۰/۰
" بی احمد صاحب پینگاڈی -/۵۰۰
" بی عبد الرحیم صاحب " -/۲۰۰
" سی کے عبد اللہ صاحب " ۱۵۰/۰
" زین الدین صاحب " -/۱۷۰
" سی عبد الرحیم صاحب " ۱۵۰/۰
" ایس وی نصیر الدین صاحب " -/۱۰۰
" بی احمد صاحب پینگاڈی -/۱۰۰
" ایم ابراہیم کٹی صاحب " -/۱۰۰
" بی عبد السلام صاحب پینگاڈی -/۱۰۰
" سی بی علی محمد صاحب " ۱۰۰/۰
" ایس وی کنہا مو صاحب " ۱۰۰/۰
" اے ٹی عبد اللہ مصطفیٰ صاحب پینگاڈی -/۱۰۵
" اے محمود صاحب پینگاڈی " -/۵۱

مکرم ایم محمود صاحب پینگاڈی ۵۰/۰
" پی وی کٹی عبد اللہ صاحب " ۵۰/۰
" ٹی عبد الرحمن صاحب " ۵۰/۰
" کے ایم علی صاحب " ۵۰/۰
" اے محی الدین صاحب " ۵۰/۰
" ماسٹر این کنہا مو صاحب " -/۷۵
" بی پی عبد الرحیم صاحب " ۵۰/۰
" ایم عبد المالک صاحب " ۴۰/۰
" سی ایچ عبد القادر صاحب " -/۳۶
" ایس وی عبد اللہ صاحب " -/۲۵
" ٹی عبد اللطیف صاحب " -/۲۵
" بی منصور احمد صاحب " -/۲۰
" اے سلیمان صاحب " -/۱۸
" ایس بی وی عبد اللہ صاحب " -/۱۰
" اے پی زین الدین صاحب " -/۹
" بی ناصر احمد صاحب " -/۱۰
" ماسٹر ایس وی آمو صاحب " -/۲۵
" میاں محی الدین کویا صاحب " -/۵۰
" کے احمد اسمٰعیل صاحب " ۵۰/۰
" ڈاکٹر بی مبارک بی بی صاحب " ۳۰۰/۰
" میاں خدیجہ صاحبہ پینگاڈی -/۱
مکرمہ پی بی خدیجہ صاحبہ " -/۱
" بی منیرہ بی بی صاحبہ " ۵۰/۰
" اے بی خدیجہ صاحبہ " ۵۰/۰
" بی سو کنہا مو صاحب " ۵۰/۰
مکرمہ کے پی رشیدہ صاحبہ " -/۵۰
" ایم خدیجہ صاحبہ پینگاڈی -/۵۰
" سی ایچ رقیہ بی بی صاحبہ " ۳۰/۰
" سی ایچ فاطمہ صاحبہ پینگاڈی -/۳۰
" سی ایچ زہرہ صاحبہ " -/۳۰
" سی ایچ زینب صاحبہ " -/۱۰
" ایس وی زینب صاحبہ " -/۳۰
" میاں فاطمہ صاحبہ " ۲۰/۰
مکرم بی کنہا مو صاحب " -/۱۰
مکرمہ بی فاطمہ صاحبہ " ۲۰/۰
" بی زکیہ صاحبہ " -/۲۰
" بی خواجہ بی بی صاحبہ " -/۱۵
" بی صفیہ بی بی صاحبہ " -/۲۰
" بی امۃ الحفیظ صاحبہ " ۲۰/۰
" بی زہرہ بی بی صاحبہ " -/۲۵
" ایم سعیدہ صاحبہ " -/۱۰
" کے خدیجہ صاحبہ " -/۱۰
" کے ہاجرہ صاحبہ " -/۲۵
" کے نفیسہ بی بی صاحبہ " -/۱۵
مکرم کے پی کنہا مو صاحب " ۲۵/۰
مکرمہ کے پی زاہدہ صاحبہ " ۲۵/۰
" بی مریم صاحبہ " -/۱۰
" بی خدیجہ صاحبہ " ۱۰/۰
" بی حلیمہ بی بی صاحبہ " ۱۰/۰
" سی کے عائشہ صاحبہ " -/۱۵
مکرم بی پی کنہا مو صاحب " ۳۰/۰
مکرمہ وی پی زہرہ صاحبہ " -/۲۰

مکرمہ ایس وی زبیدہ صاحبہ پینگاڈی -/۳۰
" ایس وی نفیسہ بی بی صاحبہ " ۳۰/۰
" کے وی خدیجہ صاحبہ " ۲۵/۰
مکرم محمد کنجو صاحب کنبول کاٹیا -/۵۰
" عبد الحمید صاحب شریف ساگر -/۲۵
مکرمہ اہلیہ سید حمید الدین صاحب جمشید پور -/۱۵
بچے " " " ۱۰/۰
والدین مرحوم " " -/۱۰
سسرال " " ۱۰/۰
مکرم سید عبد القدیر صاحب کٹک -/۱۰۰
" شیخ علی احمد صاحب " -/۱۰۰
" محمد انوار الحق صاحب " -/۶۰
" شیخ عبد الحکیم صاحب " ۵۰
" ایس اے کبیر شمس الدین صاحب " -/۲۰
" شیخ محمد علی صاحب قریشی " -/۳۰
" اکبر خان صاحب " ۳۰/۰
اہلیہ صاحبہ " " ۲۰/۰
مکرم سید محمد احمد صاحب " ۱۵/۰
" اے ایم ابوبکر صاحب کوٹہ کلکتیوڑ -/۱۵
" حکیم عبد الصمد صاحب ... آباد -/۵۰
عبد الشکور صاحب " -/۱۰۰
دادا جان صاحب " ۱۰۰/۰
دادی جان صاحبہ " -/۱۰۰
والدہ صاحبہ " ۲۰
ہمشیرہ صاحبہ " ۴۰
مکرمہ زاہدہ خاتون صاحبہ " -/۲۲۴
" صدیقہ بانو صاحبہ " -/۱۰۰
مکرم محمد نعمت اللہ صاحب " ۱۰/۰
" ایس اے احمد صاحب کٹک ۶/۰
" عبد الرزاق صاحب کوڈالی -/۱۰
" غلام حیدر صاحب ناصر مبلغ سونگی ہائیٹنز -/۵
" ماموں جان " " " ۵/۰

(بقیہ صفحہ ۹) سیٹھ صاحب مرحوم کے مکان پر رہا۔ اور مرحوم کے صاحبزادگان سیٹھ بشیر احمد و ڈاکٹر منصور احمد صاحب کو ان حضرات کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔

مبلغین کرام کا قیام راج ہوٹل کے قریب ہی ایک دوسرے ہوٹل میں کیا گیا اور مبلغین کرام کی خدمت کا موقع مکرم محمد احمد صاحب سوجیہ سیکرٹری صوبائی کانفرنس نے کیا۔

۲۵ ر جون کی دوپہر تک اتر پردیش کے مختلف مقامات سے احباب کانفرنس میں شمولیت کے لئے پہنچ گئے۔ امسال حسب ذیل ۲۰ جماعتوں سے احباب شریک کانفرنس ہوئے میرٹھ شہر۔ انچولی ضلع میرٹھ۔ کانپور۔ راٹھ ضلع ہمیر پور۔ بسکرا دوہا ضلع ہمیر پور۔ شاہجہانپور۔ فیض آباد۔ اکبر پور ضلع فرخ آباد۔ مرزا پور ... ضلع آگرہ۔ صالح نگر ضلع آگرہ۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی۔ لکھنؤ۔ ... ضلع سیتاپور۔ بریلی شہر۔ امروہہ۔ بلی پور کا کھیڑہ۔ گونڈہ۔ ہیرا گاؤں۔ ... ضلع فتح پور۔ اٹاوہ۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال دوستوں کی آمد پچھلے سال کے مقابلہ میں زیادہ تھی اور امید ہے کہ آئندہ کانفرنس میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد پہلے سے بڑھ کر ہوگی کانفرنس میں شامل ہونے والے احباب کی مکمل لسٹ میرے پاس محفوظ ہے ایک دوست نے رائے دی ہے کہ یہ لسٹ شائع کر دی جائے اخبارہ میں حضرت ناظر صاحب دعوۃ ...

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب!

(بقیہ صفحہ اول)

اسکو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ حضرت محمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ زندہ ہے وہ کبھی مرتا نہیں۔ آپ نے اس سے یہ استنباط کیا۔ کہ جس طرح مسلمان ایک اللہ کو ماننے والے ہیں سکھ بھی ایک اللہ کو ماننے ہیں دونوں میں اللہ تعالےٰ کو موحد ماننے کا رشتہ مشترک ہے۔ آپ تقریر میں بعض اشعار بھی دلچسپی کا باعث ہوئے۔

اس کے بعد جناب گیانی گورمکھ سنگھ جی مسافر صدر پردیش کانگریس نے اجتماع کو خطاب فرمایا۔ آپ نے قادیان جو جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے اور جو بین الاقوامی حیثیت کا مالک ہے اس میں اپنی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا اور سکھ نیشنل کالج کو دیکھکر اور اس کے احاطہ میں جشن آزادی کی تقریب پر مسرت سے فرمایا کہ لاہور میں سکھ نیشنل کالج کے قیام کی ابتدائی کوششوں میں ان کا کافی دخل تھا۔ اور اس کی کامیابی پر اظہار مسرت کیا۔ آپ نے اس جلسہ کو اس لحاظ سے کامیاب بتایا کہ قادیان کے اس عظیم اجتماع میں ہندو مسلمان اور سکھ و دیگر اقوام شریک ہوئی ہیں اور سب باہم شیر وشکر ہو کر پرامن شہریوں کے طور پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر کو مناسب حال اشعار بھی سنا سنا کر زیادہ دلچسپ بنایا۔

آخر میں سردار ستنام سنگھ صاحب نے اپنے باہر سے آئے ہوئے معزز مہمانوں اور علاقہ کے شریک تقریب ہونے والے لوگوں اور قادیان کے باشندوں کا جنکی حاضری نے جشن آزادی کی تقریب کو زیادہ کامیاب بنا دیا تھا۔ شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

جناب سردار ستنام سنگھ باجوہ نے اس موقعہ پر باہر سے آئے ہوئے معزز مہمانوں اور علاقہ سے آئے ہوئے خاص احباب اور قادیان کے معززین و دوستوں کے لئے اپنی کوٹھی واقعہ ریلوے روڈ پر دوپہر کے کھانے کا اہتمام فرمایا ہوا تھا۔ آپنے ان سب معززین کو ایک پر تکلف دعوت طعام دی۔ اور جناب سردار ستنام سنگھ صاحب و سردار آتما سنگھ صاحب خود مہمان نوازی کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے کھانوں کے ساتھ ساتھ اپنی خوش طبعی اور سنجیدہ مذاق سے بھی حاضرین کو محظوظ کرتے رہے۔

اس دعوت طعام میں جناب سردار صاحب نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز اور مکرم مولوی برکت علی صاحب۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب۔ مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب۔ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی کو مدعو فرمایا تھا۔ جن کے کھانوں کی تیاری کے لئے باقاعدہ مسلمان باورچی کا بھی اہتمام کیا ہوا تھا۔

جناب سردار ستنام سنگھ صاحب کے جماعت احمدیہ سے پرخلوص اور گہرے مراسم ہیں۔ اور وہ جماعت کی مشکلات کے ازالہ اور آرام کے لئے ہر ممکن تعاون فرماتے ہیں۔ اور بے لوث خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

قادیان میں جشن آزادی کے اختتام کے بعد کھانے اور مختصر آرام کے بعد گیانی گورمکھ سنگھ جی مسافر صدر پردیش کانگریس و دیگر معززین پونے چار بجے قادیان سے بٹالہ تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے ڈسٹرکٹ کانگریس کے ورکرز کی میٹنگ سے خطاب فرمانا تھا۔ اور رات کو پبلک جلسہ میں شمولیت فرمانی تھی۔ قادیان کے سرگرم ورکرز بھی اس موقعہ پر بٹالہ گئے۔ اور اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب مکرم چوہدری فیض احمد صاحب۔ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی کانگریس کے ورکرز کے پروگرام میں شرکت کے لئے بذریعہ کار تشریف لے گئے۔ علاقہ کے تمام کانگریس کے ورکرز میٹنگ میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ پردیش کانگریس کے عہدیداران نے میٹنگ کو خطاب کیا۔ اور یکجہتی سے کام کرنے اور کانگریس کو زندہ کرنے اور صحیح لائنوں پر چلانے کی تلقین کی ایک گھنٹے کے تقریری پروگرام کے بعد تمام ورکرز کی چائے اور بسکٹوں سے تواضع کی گئی۔

اس موقعہ پر شام کے کھانے پر پردیش کانگریس کے عہدیداروں اور باہر سے آئے ہوئے معززین اور بٹالہ کے ممتاز احباب کو جناب شوامتر صاحب سیکرٹری۔ نے اپنے کارخانہ واقعہ ریلوے روڈ پر مدعو کیا۔

ضروری اعلان

دہلی میں مقیم ایک احمدی نے اپنی لڑکی کا نکاح خلاف تعلیم سلسلہ ایک غیر از جماعت آدمی سے کر دیا تھا۔ اس کو اس بے قاعدگی پر چھ ماہ کے لئے اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔

چونکہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے بلا تحقیق و اطمینان اس نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔ اس لئے اس کوتاہی کی بناء پر ان پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ آئندہ ایک سال تک کوئی نکاح نہیں پڑھائیں گے۔

اس امر کے ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ ہر فرد جماعت کو خواہ مبلغ سلسلہ ہو یا جماعت کا عہدیدار اُسے نکاح پڑھاتے وقت اس امر کی تسلی کرنی ہوگی کہ جس لڑکے کے ساتھ احمدی لڑکی کا نکاح پڑھایا جا رہا ہے وہ بھی احمدی ہے اور یہ نکاح خلاف تعلیم سلسلہ نہیں ہے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

امتحان کتاب عقائد احمدیت

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "عقائد احمدیت" جو نظارت ہذا کی مطبوعہ ہے کا امتحان مورخہ ۲۳ راکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے جماعت کے عقائد کو واضح کیا گیا ہے بذریعہ وی پی وغیرہ بھجوایا جانے کی سہولت کے لئے کتاب عبدالعظیم صاحب کتب فروش قادیان کو مہیا کر دی گئی ہے۔ اور عبدالعظیم صاحب سے موازی ۵۰ پیسے میں مل سکتی ہے۔ دوست ابھی سے اس امتحان کی تیاری شروع کر دیں۔ چونکہ ہر احمدی کو ان بارے میں دوسروں سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں دوسروں کے سامنے بیان کر سکے۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسار عرصہ ۴ ماہ سے بخار میں مبتلا ہے۔ مختلف علاج ہوئے اب ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ جگر اور آنتیں متورم ہیں۔ اسکی وجہ سے بخار ہے مگر ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔

آنمحترم سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ غیب سے ہی ایسے اسباب پیدا کرے جس کے نتیجہ میں صحت حاصل ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے۔

علاوہ ازیں ۱۹۶۳ء میں یادگیر میں فساد ہوا۔ اس کے چند ماہ کے بعد محض سنت الٰہی کے ماتحت ہمارے خاندان میں پے در پے تین اموات واقع ہوئیں جو کہ شماتت اعدا کا باعث ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ یادگیر بالخصوص حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب پر اپنا فضل خاص فرماتے۔ خاکسار

محمد الیاس احمدی ابن حضرت سیٹھ شیخ حسن احمدی حسن منزل یادگیر (میسور اسٹیٹ)

۲۔ میری طبیعت اب بہت ہی خراب ہے پیٹ میں درد ہے۔ نیز سر میں درد بہت زیادہ ہے۔ نیز دل کی دھڑکن بھی ہے۔ اس لئے بہت تکلیف میں ہوں۔ درویشان قادیان، سلسلہ کے بزرگوں و دیگر احباب سے درخواست ہے کہ میرے لئے درد دل کے ساتھ دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ مجھے کامل شفا بخشے۔ اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

خاکسار:۔
لطیف الرحمٰن احمدی
چودہ کلاٹ کٹک

مسجد احمدیہ سرینگر کے نقشہ کی منظوری حاصل کرنیکے متعلق جناب چیف منسٹر صاحب جموں و کشمیر سے احمدیہ وفد کی ملاقات

از مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر

مورخہ ۴ اگست ۱۹۶۶ء کو احمدیہ وفد کو عزت مآب غلام محمد صادق صاحب نے ملاقات کا وقت دیا۔ اور نہایت غور سے ہماری مشکلات اور مطالبات کو سنا۔ اور تقریباً پون گھنٹہ ہماری مشکلات اور مطالبات پر تبصرہ اور غور کیا خاکسار نے وہ تمام مشکلات پیش کیں جو کہ ہمیں سرینگر کی مسجد کے نقشہ کے حصول کے سلسلہ میں آ رہی تھیں۔ خاکسار نے اپنے موقف کے اندر حسب ذیل امور پیش کئے۔

(۱) یہ کہ رقبہ مذکورہ ہمارے قبضہ میں تقریباً چالیس سال سے چلا آ رہا ہے جو کہ اُس وقت کی گورنمنٹ نے ہمیں مسجد کے لئے دیا ہے جس کا ہم ٹیکس ادا کرتے چلے آ رہے ہیں

(۲) یہ کہ رقبہ مذکورہ پر انجمن احمدیہ کا خرچ اور پراپرٹی تقریباً پچھتر ہزار روپیہ سے زائد ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

رقبہ مذکورہ کو ہموار کرنے پر دس ہزار روپیہ ۱۰۰۰۰/-

رقبہ مذکورہ کی دیوار سنگی پختہ اور ریختہ پر پندرہ ہزار ۱۵۰۰۰/-

رقبہ مذکورہ میں مسجد جو کہ اس وقت موجود ہے جس کے ساتھ مبلغ کا کوارٹر بھی ہے دس ہزار روپے ۱۰۰۰۰/-

رقبہ مذکورہ میں جو درختان دو صد سے زائد ہیں کی مالیت تیس ہزار روپے ۳۰۰۰۰/-

رقبہ مذکورہ کے شیڈ ڈھینکی و دیگر بجلی و نلکہ لگوانے کا متفرق خرچ دس ہزار ۱۰۰۰۰/-

کل میزان پچھتر ہزار روپیہ ۷۵۰۰۰/-

(۳) شہر سرینگر میں جماعت احمدیہ کی صرف یہی ایک مسجد ہے اور ہماری کوئی مسجد نہیں ہے۔ بیرونی سیاح احمدی صاحبان اور صوبہ جموں و کشمیر کے احمدی احباب جب سرینگر آتے ہیں تو نماز اور خصوصاً نماز جمعہ اسی مسجد میں ادا کرتے ہیں کیونکہ اختلافات کی وجہ سے ہم کسی دوسری مسجد میں نہ جا سکتے ہیں اور نہ ہی فتنہ یا فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں

(۴) یہ کہ رقبہ مذکورہ کی تحقیقات جناب ڈپٹی کمشنر صاحب و متعلقہ آفیسران نے بعد تحقیقات ہمارے حق میں فیصلہ دیا ہے کہ "رقبہ مذکورہ مسجد کے لئے الاٹ ہوا ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یا محکمہ نزول کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں۔

(۵) یہ کہ نقشہ نہ ملنے کی صورت میں انجمن کو کافی نقصان کا متحمل ہونا پڑا ہے اور جماعتہائے احمدیہ کے دل مجروح ہوئے ہیں

(۶) یہ کہ احمدیہ جماعت امن پسند ہے اور حکومت وقت کی فرمانبردار ہے اس لئے جماعت احمدیہ نے اپنے صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے ورنہ انصاف کا تقاضا تھا کہ مسجد کی تعمیر شروع کی جا سکتی تھی۔ جبکہ اب ہم نے مالک مکان کے اصرار پر کرایہ والا مکان بھی چھوڑ دیا ہے۔ اور دارالتبلیغ کے لئے بھی ہم مجبور ہیں۔

(۷) یہ کہ عرصہ چھ سال سے احمدیہ جماعت پریشان ہے اور مسجد احمدیہ کا نقشہ میونسپلٹی میں معلق ہے۔ استدعا ہے کہ ہمارے حق میں انصاف فرمایا جائے وغیرہ۔

خاکسار نے مرکز قادیان کی طرف سے جو چٹھیات آنجناب کے نام آئی تھیں پیش کیں۔ جناب صادق صاحب نے بڑی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اور دو یوم کے اندر اس معاملہ کو حل کرنے کا وعدہ کیا جس کی ہمیں بہت خوشی ہے۔

خاکسار جملہ جماعتہائے احمدیہ اور اپنے مرکز قادیان صوبائی انجمن احمدیہ کشمیر، صوبائی انجمن احمدیہ جموں کی طرف سے جناب چیف منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آنجناب نے ہم کو پورا یقین دلایا ہے

خاکسار:-
حمید اللہ مبلغ سلسلہ
سرینگر (کشمیر)

ضروری اعلان

ملک محمد بشیر صاحب سابق کارکن صیغہ تعمیرات صدر انجمن احمدیہ کے خلاف بددیانتی سلسلہ کے اموال میں ناجائز تصرف اور بعض دوسری بے ضابطگیاں ثابت ہونے پر صدر انجمن احمدیہ نے بمنظوری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک سال کے لئے مع اہل و عیال قادیان سے اخراج کی سزا دی ہے جس کا ۱۸-۸-۶۶ سے نفاذ ہو گیا ہے۔

ملک محمد بشیر صاحب کو بمنظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایک ماہ کے مقاطعہ کی سزا بھی دی گئی ہے۔

لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۱۸-۸-۶۶ سے ایک ماہ کے لئے ملک محمد بشیر صاحب کے مقاطعہ کی سزا کا نفاذ کیا جاتا ہے۔ کوئی دوست ان سے ۱۷-۹-۶۶ تک سلام کلام اور خط و کتابت نہ کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست دعا

عاجز کا بڑا لڑکا اور دو چھوٹی بچیاں بعارضہ ٹائیفائڈ اور جگر کی خرابی سخت علیل ہیں۔ ان بچوں کو صحت کاملہ و درازی عمر کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

خادم فضل عمر کٹکی عفا اللہ عنہ